بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# واقعۂ کربلاء

اور

# افسانۂ کربلاء

ے ابن سعد

مرتبہ

مسعود احمد امیر جماعت المسلمین

جماعت المسلمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# تمہید

واقعۂ کربلاء ایک حادثہ تھا۔ اس واقعہ کے سلسلہ میں صحیح روایات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ صحیح روایتوں کے فقدان نے افسانہ نگار ابومخنف کو موقع دیا کہ وہ اس واقعہ کو ایک افسانہ کی شکل دے دے۔ ابومخنف نے "مقتل حسین" کے نام سے ایک کتاب لکھی اور واقعۂ کربلاء کو بے شمار من گھڑت روایات کی بنیاد پر ایک افسانہ بنا دیا۔

مؤرخین میں سے صرف ابن جریر طبری نے اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ لکھا اور ہر روایت کو مع سند کے نقل کیا۔ طبری کی تقریباً تمام روایات کا راوی وہی افسانہ نگار ابومخنف ہے۔ ابومخنف کا نام لوط ہے اور اس کے باپ کا نام یحییٰ ہے۔ ابومخنف لوط بن یحییٰ کذاب تھا (تذکرۃ الموضوعات مع قانون الموضوعات والضعفاء مرتبہ محمد طاہر بن علی فتنی۔ المکتبۃ القیمہ بمبئی ص ۲۸۶)

دوسرے مؤرخین نے بھی اس واقعہ کا ذکر کیا ہے لیکن سوائے ابن سعد کے کسی نے سند نہیں دی۔ مختلف اور متضاد روایتوں کے انبار میں جن کو ابومخنف وغیرہ نے گھڑا تھا واقعۂ کربلاء ایک معمہ بن گیا اور ایسی حالت میں واقعہ کربلاء کے صحیح حالات کا معلوم کرنا ناممکن ہوگیا۔

ہم نے اس حادثہ کے صحیح واقعات کو متن میں درج کیا ہے اور جھوٹے واقعات کو ذیلی حاشیہ میں درج کیا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

# واقعۂ کربلاء اور افسانۂ کربلاء

## واقعۂ کربلاء کے صحیح واقعات

### حضرت حسینؓ کی شہادت کی پیشین گوئی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے۔ کچھ دیر بعد جاگے تو آپ کچھ پریشان سے تھے۔ آپ پھر سو گئے۔ پھر آپ جاگے اور کچھ پریشان سے تھے لیکن پہلے سے کم۔ آپ پھر سو گئے۔ پھر آپ جاگے تو آپ کے ہاتھ میں

---

## افسانۂ کربلاء کے جھوٹے واقعات

جب حضرت امیر معاویہؓ کا انتقال ہوگیا تو یزید خلیفہ ہوئے۔ امیر یزید نے مدینہ منورہ کے امیر ولید بن عقبہ کو لکھا: حسینؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ کو سختی کے ساتھ بیعت کے لئے کہو۔ اس معاملہ میں کسی قسم کی رعایت نہ کرو (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۵۰۔ البدایہ والنہایہ جزء ۸ صفحہ ۱۸۶) اس روایت کا ایک راوی ابو مخنف ہے جو کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

یزید نے ولید بن عقبہ کو لکھا: عامۃ الناس خصوصاً عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ اور حسین بن علیؓ سے بیعت و میرا خط ان تک پہنچا دو۔ ان میں سے جو بیعت نہ کرے اس کا سر اس خط کے جواب کے ساتھ میرے پاس بھیج دو (مقتل حسینؓ صفحہ ۱۷) راوی ابو مخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

یزید کا یہ خط جب ولید کے پاس پہنچا تو اس نے مروان سے مشورہ لیا۔ مروان نے کہا: ان لوگوں کو اسی وقت بلاؤ اور ان سے یزید کی بیعت لو۔ اگر مان جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ انہیں قتل کردو ........ ولید نے عبداللہ بن عمرو کو حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس بھیجا۔ عبداللہ بن عمرو نے ان کو مسجد میں پایا۔ اس نے ان دونوں سے کہا: آپ کو امیر نے بلایا ہے۔ حضرت حسینؓ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا: میں سمجھتا ہوں ان کا طاغوت مرگیا ہے ہم کو اس لئے بلایا ہے کہ ہم سے حضرت معاویہؓ کی موت کی خبر شائع ہونے سے پہلے بیعت لے لے۔ حضرت ابن زبیرؓ نے کہا: میرا بھی یہی خیال ہے۔ حضرت ابن زبیرؓ نے کہا: میں اسی وقت اپنے جوانوں کو ساتھ لے کر ولید کے پاس جاتا ہوں۔ جوانوں کو باہر روک کر میں اکیلا اندر جاؤں گا۔ ابن زبیرؓ نے یہ بھی کہا: (اے حسینؓ) اگر تم اس کے پاس گئے تو مجھے تمہاری جان کا اندیشہ ہے۔ حضرت حسینؓ نے کہا: میں بھی اپنے غلام اور اپنے اقرباء کے ساتھ جاؤں گا۔ اپنے غلاموں اور اقرباء کو باہر کھڑا کردوں گا۔ الغرض حضرت حسینؓ ولید کے پاس گئے۔ اس نے بیعت کا مطالبہ کیا۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا: میں پوشیدہ طور پر بیعت نہیں کروں گا۔ سب لوگوں کے ساتھ مجھ سے بھی بیعت لے لینا۔ ولید نے کہا: اچھا، آپ تشریف لے جائیں۔ مروان نے ولید سے کہا: ان سے اسی وقت بیعت لے لو۔ اگر بیعت نہ کریں تو قتل کردو۔ ولید نے کہا: تمہارے مشورے میں میرے دین کی بربادی ہے۔ اگر مجھے ساری دنیا کا مال مل جائے تب بھی میں یہ نہیں کروں گا۔ مروان نے کہا: اگر یہی تمہاری رائے ہے تو جو کچھ تم نے کیا اچھا کیا۔ حضرت ابن زبیرؓ کو بھی بلایا گیا لیکن وہ یہی کہتے رہے ابھی آتا ہوں۔ ابھی آتا ہوں لیکن وہ گئے نہیں اور رات ہی کو مکہ معظمہ روانہ ہوگئے۔ ان کا تعاقب بھی کیا گیا لیکن وہ نہیں ملے پھر حضرت حسینؓ کو بلایا گیا۔ انہوں نے کہا صبح ہونے دو لیکن صبح ہونے سے پہلے وہ بھی مکہ معظمہ روانہ ہوگئے (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۵۰ تا صفحہ ۲۵۲،

کچھ سرخ مٹی تھی۔ آپ اس کو دیکھ رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول، یہ مٹی کیسی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی ہے کہ عراق کی سرزمین میں حسینؓ قتل کئے جائیں گے۔ میں نے جبریل سے کہا: مجھے اس زمین کی مٹی دکھاؤ جس زمین پر حسینؓ قتل کئے جائیں گے۔ (انہوں نے مجھے اس زمین کی مٹی دی) تو یہ مٹی اس زمین کی ہے (مستدرک حاکم کتاب تعبیر الرؤیا جزء ۴ صفحہ ۳۹۸ صحیح الحاکم ووافقہ الذھبی)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی، کیا کسی نے آپ کو ناراض کیا ہے؟ آپ کی آنکھوں سے آنسو

---

مقتلِ حسینؓ صفحہ ۱۸ تا صفحہ ۲۲) ابومخنف کذاب ہے۔ البدایہ جزء ۸ صفحہ ۱۴۷ اور تاریخ ابن خلدون جزء ۳ صفحہ ۲ میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے۔ ان دونوں کتابوں میں سند نہیں ہے لہٰذا یہ سارا قصہ جعلی اور بالکل جھوٹ ہے۔

جب حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ مکہ معظمہ جا رہے تھے تو راستہ میں ان سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ ملے۔ حضرت ابن عمرؓ نے کہا: تم دونوں اللہ سے ڈرو اور جماعت المسلمین میں تفرقہ نہ ڈالو۔ کچھ عرصہ بعد حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے یزید کی بیعت کرلی (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۵۴) محمد بن عمر واقدی کذاب ہے۔ ابن خلدون نے بھی روایت کیا ہے لیکن بے سند (ابن خلدون جزء ۳ صفحہ ۲) البدایہ میں بھی یہ روایت ہے لیکن خط کشیدہ الفاظ اس میں نہیں ہیں۔ مزید برآں سند مفقود ہے (البدایہ جزء ۸ صفحہ ۱۴۸)

حضرت حسینؓ شاہراہ سے مکہ روانہ ہوئے۔ ان کے گھر والوں نے کہا: ابن زبیرؓ کی طرح آپ بھی یہ راستہ چھوڑ دیتے تو اچھا تھا۔ حضرت حسینؓ نے انکار کر دیا۔ راستہ میں ان سے عبداللہ بن مطیع ملے۔ عبداللہ بن مطیع نے کہا: اللہ آپ کو خیریت سے رکھے، ہم لوگوں کو آپ پر قربان کرے، آپ کوفہ ہرگز نہ جائیے گا، وہ بڑا منحوس شہر ہے (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۶۰ و صفحہ ۲۶۱) اس کا راوی ابومخنف ہے اور وہ کذاب ہے۔ مقتلِ حسینؓ صفحہ ۲۶ پر بھی یہی روایت ہے۔ اس میں بھی وہی راوی ہے۔ احمد بلاذری کی کتاب انساب الاشراف صفحہ ۱۵۵ میں بھی یہی مضمون ہے لیکن بے سند ہے۔ الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت حسینؓ مکہ معظمہ میں مقیم ہوگئے۔ لوگ جوق در جوق ان کے پاس آنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی ان سے آکر ملتے تھے لیکن ان کو حضرت حسینؓ کی وہاں آمد اور اقامت بارگذر رہی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ حضرت حسینؓ کی موجودگی میں اہلِ حجاز ان سے بیعت نہیں کریں گے۔ جب اہل کوفہ کو معلوم ہوا کہ حضرت حسینؓ نے یزید کی بیعت نہیں کی تو اہلِ کوفہ نے انہیں خط لکھا (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۶۱) (مقتلِ حسینؓ صفحہ ۲۷) دونوں کتابوں میں ابومخنف راوی ہے اور وہ کذاب ہے۔

کوفہ میں شیعہ سلیمان بن صرد کے مکان میں جمع ہوئے۔ حضرت معاویہؓ کے انتقال پر انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ سلیمان نے کہا: تم لوگ حضرت حسینؓ اور ان کے والد کے شیعہ ہو۔ اگر تم ان کے دشمن سے جہاد کرنا چاہتے ہو تو ان کو لکھو۔ اگر تم بزدلی دکھاؤ تو ان کو دھوکا نہ دو۔ سب نے کہا: ہم اپنی جانیں ان پر نثار کریں گے۔ الغرض حضرت حسینؓ کو خط لکھا گیا۔ خط کا مضمون یہ تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شیعہ مؤمنین مسلمین کی طرف سے آپ کو سلام۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کے دشمن کو خاک میں ملا دیا جو نیک بندوں کو قتل کرتا تھا اور بدکاروں کو چھوڑ دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر عذاب نازل فرمائے۔ آپ تشریف لائیے۔ شاید آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق پر مجتمع کر دے۔ ہم امیر کے ساتھ نہ جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں اور نہ عید کی۔ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ آپ آرہے ہیں تو ہم ان کو نکال دیں گے۔ یہ خط ۱۰ رمضان کو حضرت حسینؓ کو ملا۔ اس خط کے روانہ کرنے کے بعد اہلِ کوفہ کی طرف سے تقریباً ۵۳ خطوط حضرت حسینؓ کو ملے۔ ان میں یہ لکھا ہوتا تھا: "شیعہ مؤمنین مسلمین کی طرف سے۔ جلدی آئیے۔ لوگ آپ کے منتظر ہیں"۔ پھر چند اور لوگوں نے لکھا: "اطرافِ کوفہ سرسبز و شاداب ہیں، پھل پک رہے ہیں، چشمے چھلک رہے ہیں، آپ کا لشکر یہاں تیار ہے۔ آپ جب چاہیں آجائیں ...... یہ سب خطوط حضرت حسینؓ کے پاس ایک ساتھ پہنچے۔ حضرت حسینؓ نے ان خطوط کے جواب میں لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حسین بن علیؓ کی طرف سے مؤمنین مسلمین کی جماعت کے نام تم لوگوں کے خطوط پہنچے۔ میں اپنے چچازاد بھائی (مسلمؒ) کو بھیج رہا ہوں۔ وہ مجھے وہاں کے حالات لکھ کر بھیجیں گے۔ اگر انہوں نے (تمہاری)

بہہ رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کس نے آپ کو ناراض کیا ہے، آپ کی آنکھیں کیوں جاری ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی جبریل نے مجھ سے بیان کیا کہ حسینؓ شطِ فرات پر قتل کئے جائیں گے۔ کیا تم ان کی قبر کی مٹی سونگھو گے؟ میں نے کہا۔ جی ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ دراز کیا۔ پھر ایک مٹھی مٹی مجھے دی۔ میں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رکھ سکا۔ میں رونے لگا (مسند ابی یعلی جزء ۱ صـ۲۹۸) سندہ حسن۔

---

ان باتوں کی تصدیق کی تو میں انشاء اللہ تمہارے پاس چلا آؤں گا (طبری جزء ۴ صـ۲۶۱ و صـ۲۶۲) (مقتل حسین صـ۲۸ تا صـ۳۰) ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ البدایہ جزء ۸ صـ۱۵۱ میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے لیکن بے سند ہے۔ ابوحنیفہ احمد دینوری نے بھی تقریباً یہی لکھا ہے لیکن دینوری نے سند بیان نہیں کی۔ (اخبار الطوال صـ۲۴۳ تا صـ۲۶۱)

جب ولید نے حضرت حسینؓ سے بیعت کے لئے کہا تو حضرت حسینؓ نے کہا: مجھے مہلت دیجئے، نرمی کیجئے۔ ولید نے مہلت دے دی۔ اس مہلت کے زمانہ میں حضرت حسینؓ مکہ چلے گئے۔ وہاں ان کے پاس اہل کوفہ اور ان کے قاصد آنے لگے۔ وہ کہا کرتے تھے: "ہم سب آپ کے لئے رکے ہوئے ہیں۔ ہم والیٔ کوفہ کے ساتھ جمعہ کی نماز نہیں پڑھتے لہذا آپ کوفہ چلئے۔" ان قاصدوں کے بعد حضرت حسینؓ نے کوفہ کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے مسلم بن عقیل کو روانہ کیا۔ مسلم بن عقیل کوفہ روانہ ہو گئے۔ کوفہ پہنچ کر وہ ابن عوسجہ کے ہاں مقیم ہو گئے۔ وہاں ان کے ہاتھ پر بارہ ہزار کوفیوں نے بیعت کی۔ (طبری جزء ۴ صـ۲۵۷ تا صـ۲۵۹) سند میں ایک راوی زکریا بن یحییٰ ہے۔ وہ کوئی چیز نہیں (یعنی سخت ضعیف ہے) [میزان الاعتدال جزء ۱ صـ۷] دوسرا راوی خالد بن یزید ہے وہ ضعیف ہے (کامل ابن عدی جزء ۳ صـ۸۸۸) حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: یہ راوی قوی نہیں۔ اس کی احادیث کا نہ سنداً کوئی متابع ہے اور نہ متناً (لسان المیزان جزء ۲ صـ۳۹۱) الغرض یہ روایت باطل ہے۔

اہل کوفہ نے حضرت حسینؓ کو خط لکھا: ایک لاکھ آدمی آپ کے ساتھ ہیں (طبری جزء ۴ صـ۲۹۴، البدایہ جزء ۸ صـ۱۷۰) جس کی اوپر سند نہیں ہے لہذا یہ روایت ناقابل اعتبار ہے۔

ایک دن کوفہ کے امیر نعمان بن بشیر نے خطبہ دیا۔ حمد و ثناء کے بعد انہوں نے فرمایا: اے لوگو، اللہ سے ڈرو۔ فتنہ اور تفرقہ کی طرف نہ دوڑو۔ فتنہ اور تفرقہ سے خونریزی ہوتی ہے۔ جو مجھ سے جنگ نہیں کرے گا میں بھی اس سے جنگ نہیں کروں گا۔ انہوں کی نرمی کا حال دیکھ کر کسی نے یزید کو ان کے نرم رویہ سے مطلع کر دیا (طبری جزء ۴ صـ۲۵۸) ابومخنف کذاب ہے۔ لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

کوفہ کے امیر نعمان نے مسلم بن عقیل کے ساتھ نرم رویہ جاری رکھا تو یزید نے والی بصرہ عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ کا بھی امیر مقرر کر دیا (البدایہ جزء ۸ صـ۱۵۲) البدایہ کی روایت بے سند ہے۔ یہی روایت مقتل حسینؓ کے صفحات ۲۴ و ۲۵ پر بھی ہے لیکن اس کا راوی ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

یزید نے کوفہ کے امیر نعمان بن بشیر کو معزول کر دیا اور عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ کا بھی امیر مقرر کر دیا اور اس کو لکھا کہ مسلمؒ بن عقیل کو قتل کر دے۔ اس اثناء میں مسلم بن عقیلؒ ہانی بن عروہ کے ہاں منتقل ہو گئے۔ انہوں نے حضرت حسینؓ کو لکھا بارہ ہزار کوفیوں نے بیعت کر لی ہے، آپ تشریف لے آیئے (طبری جزء ۴ صـ۲۵۹) سند میں ایک راوی زکریا بن یحییٰ ہے۔ وہ کوئی چیز نہیں (سخت ضعیف ہے) (میزان الاعتدال جزء ۲ صـ۷) دوسرا راوی خالد بن یزید بن اسد ہے۔ وہ ضعیف ہے (کامل ابن عدی جزء ۳ صـ۸۸۸)۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں قوی نہیں۔ اس کی احادیث کا نہ سنداً کوئی متابع ہے اور نہ متناً (لسان المیزان جزء ۲ صـ۳۹۱) الغرض یہ روایت باطل ہے۔

حضرت حسینؓ نے اپنے قاصد کے ساتھ اشرافِ بصرہ کو خطوط روانہ کئے۔ ان خطوط میں انہوں نے اشراف بصرہ کو مدد کی ترغیب دی (طبری جزء ۴ صـ۲۶۶ و مقتل حسین صـ۳۶) اس کا راوی ابومخنف کذاب ہے۔

عبید اللہ ابھی بصرہ ہی میں تھا کہ حضرت حسینؓ کا قاصد وہاں پہنچ گیا۔ عبید اللہ نے قاصد کو قتل کر دیا اور منبر پر چڑھ کر

دھمکی آمیز سخت تقریر کی۔ دوسرے دن وہ کوفہ روانہ ہوگیا (طبری جزء۴ ص۲۶۶ و ص۲۶۷ و مقتل حسینؓ ص۳۷ و ص۳۸ والبدایہ جزء ۸ ص۱۵۳) طبری اور مقتل حسینؓ کی روایت میں ابومخنف کذاب ہے۔ البدایہ کی روایت بے سند ہے۔

جب عبیداللہ کوفہ پہنچا تو لوگ سمجھے کہ حضرت حسینؓ آگئے۔ لوگ بے حد خوش تھے لیکن جب انہیں معلوم ہوا کہ وہ عبیداللہ ہے تو انہیں بے انتہا رنج ہوا۔ (طبری جزء۴ ص۲۶۶ و ص۲۶۷، مقتلِ حسینؓ ص۳۹)۔ راوی ابومخنف ہے اور وہ کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

کوفہ میں بھی عبیداللہ نے سخت دھمکی آمیز تقریر کی (طبری جزء۴ ص۲۶۷۔ مقتلِ حسینؓ ص۴۰) ابومخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

کوفہ میں عبیداللہ کو خبر ملی کہ مسلم بن عقیلؓ آچکے ہیں اور ہانی کے ہاں چھپے ہوئے ہیں۔ اس نے بنوتمیم کے ایک آزاد کردہ غلام کو بلایا اور اس کو کچھ مال دے کر کہا ہانی اور مسلم کو تلاش کر (طبری جزء۴ ص۲۶۸) سند میں ہارون بن مسلم اور علی بن صالح ہیں جن کا حال نہیں ملتا لہذا یہ روایت باطل ہے۔

عبیداللہ نے اپنے آزاد کردہ غلام کو بلایا۔ تین ہزار درہم اس کو دئے اور کہا مسلم کو تلاش کر (مقتلِ حسینؓ ص۴۲) ابومخنف کذاب ہے۔

ہانی کا سراغ مل گیا تو عبیداللہ نے اس کو قید کر دیا۔ جب ہانی کی گرفتاری کی خبر اس کے قبیلہ مذحج کو پہنچی تو قبیلہ کے لوگوں نے عبیداللہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ عبیداللہ نے ان لوگوں سے کہلوایا کہ ہانی کو صرف گفتگو کرنے کے لئے روک رکھا ہے۔ اندیشہ کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ سن کر وہ سب لوگ چلے گئے۔ جب ہانی کی گرفتاری کی خبر مسلم بن عقیلؓ کو پہنچی تو انہوں نے چار ہزار آدمیوں کے ساتھ عبیداللہ پر حملہ کر دیا۔ عبیداللہ نے کوفہ کے رؤسا کو بلایا۔ رؤسا نے اپنی اپنی برادری کے لوگوں کو سمجھا بجھا کر واپس کر دیا۔ مسلمؓ اکیلے رہ گئے۔ عبیداللہ نے ان کو گرفتار کر لیا پھر ان کو قتل کرا کے لاش کو باہر لوگوں کے سامنے پھینک دیا اور ہانی کو پھانسی دے دی (طبری جزء۴ ص۲۵۹ و ص۲۶۰) سند میں وہی راوی زکریا بن یحییٰ اور خالد بن یزید ہیں جن پر جرح اوپر گذر چکی ہے۔ الغرض یہ روایت بھی باطل ہے۔

مسلم بن عقیلؓ کے ساتھ ...۴ آدمی تھے۔ جب انہوں نے عبیداللہ بن زیاد کے گھر کی طرف پیش قدمی کی تو عبیداللہ نے اپنے مکان میں پناہ لی اور دروازے بند کر لئے۔ جب مسلمؓ عبیداللہ کے گھر پہنچے تو تین سو آدمی رہ گئے۔ مسلمؓ نے عبیداللہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ شام تک ان کے پاس بہت سے آدمی جمع ہو گئے۔ عبیداللہ بہت پریشان ہوا۔ مسلم کے ساتھی عبیداللہ اور اس کے باپ کو گالیاں دے رہے تھے۔ عبیداللہ نے کثیر بن شہاب کو حکم دیا کہ قبیلہ مذحج کے جو لوگ اس کی اطاعت میں ہیں ان کو ساتھ لے کر کوفے میں پھرے اور ابن عقیل کا ساتھ چھوڑنے پر لوگوں کو آمادہ کرے اور ان کو سلطانی سزا سے ڈرائے۔ اسی طرح کا حکم اس نے محمد بن اشعث، قعقاع، شبث، حجار اور شمر کو دیا۔ الغرض عبیداللہ کے پاس کافی لوگ جمع ہو گئے۔ وہ اب بھی باہر نہیں نکلا۔ اس نے شبث کو علم دے کر باہر نکالا۔ مسلم بن عقیلؓ کا حملہ شدید ہو گیا۔ پھر عبیداللہ نے اشرافِ شہر سے جو اس کے پاس تھے کہا کہ بلندی پر چڑھ کر ان لوگوں کے سامنے جاؤ اور ان میں سے جو اطاعت کریں انہیں انعام و اکرام کی امید دلاؤ اور جو نافرمانی کریں ان کو ڈراؤ اور ان سے کہو کہ شام سے فوجیں روانہ ہو چکی ہیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ لوگ مسلم بن عقیلؓ کو چھوڑ چھوڑ کر جانے

لگے حتیٰ کہ ان کے پاس ایک بھی آدمی نہ رہا۔ ایک عورت نے جس کا نام طوعہ تھا مسلم بن عقیلؓ کو پناہ دی۔ اس کے لڑکے نے راز ظاہر کر دیا۔ عبیداللہ نے ان کو گرفتار کرنے کے لئے ۱۲۰ یا ۱۴۰ آدمی روانہ کئے۔ یہ لوگ طوعہ کے گھر میں گھس گئے۔ مسلمؓ نے تلواریں مار مار کر سب کو بھگا دیا۔ انہوں نے پھر حملہ کیا مسلمؓ نے پھر مقابلہ کیا۔ مسلمؓ پھر باہر گلی میں آئے اور جنگ میں مصروف ہو گئے۔ مسلمؓ کو محمد بن اشعث نے امان دی۔ عبیداللہ نے امان دینے سے انکار کر دیا۔ وہ ابن زیاد کے پاس گئے اور سلام نہیں کیا۔ ایک سپاہی نے کہا: تم امیر کو سلام نہیں کرتے۔ مسلمؓ نے کہا: امیر مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو سلام کیسا۔ اگر وہ قتل کرنا نہیں چاہتا تو کئی مرتبہ اسے سلام کر لوں گا۔ مسلم ابن عقیلؓ اور عبیداللہ کے مابین تلخ کلامی ہوئی۔ عبیداللہ نے انہیں قتل کرا دیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۷۵ تا صفحہ ۲۸۳) ابومخنف کذّاب ہے اور یہ اسی کی خود ساختہ داستان سرائی ہے۔ یہ سب کچھ جھوٹ ہے۔

جب عبیداللہ کو معلوم ہوا کہ مسلمؓ فلاں گھر میں ہیں تو اس نے دو آدمیوں کو ان کے لانے کے لئے روانہ کیا۔ مسلمؓ ان دونوں کے ساتھ عبیداللہ کے پاس چلے گئے۔ عبیداللہ نے انہیں قتل کرا دیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۹۴ و صفحہ ۲۹۵) ایک روایت میں حصین سے آگے سند نہیں ہے۔ دوسری روایت میں محمد بن عمار ہے اس کا حال نہیں ملتا۔

پھر عبیداللہ بن زیاد نے ہانی کو بھی قتل کرا دیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۸۴) ابومخنف کذّاب ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

پھر عبیداللہ نے مسلمؓ اور ہانی کے سر امیر یزید کے پاس بھیج دیے۔ امیر یزید نے عبیداللہ کو خط لکھا۔ اس نے لکھا: جو میں چاہتا تھا وہی تو نے کیا ....... مجھے خبر ملی ہے کہ حضرت حسینؓ عراق کی طرف آ رہے ہیں ..... ان کے لئے مورچے تیار رکھ ..... جس پر تہمت ہو اسے گرفتار کرے۔ جو تجھ سے جنگ نہ کرے اسے قتل نہ کرنا (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۸۵ و صفحہ ۲۸۶) (مقتل حسینؓ صفحہ ۵۹ و صفحہ ۶۰) ابومخنف کذّاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

جب حضرت حسینؓ کے پاس اہلِ عراق کے خطوط آئے تو عمر بن عبدالرحمٰن نے حضرت حسینؓ کو جو ابھی مکہ معظمہ ہی میں تھے بہت سمجھایا کہ آپ عراق نہ جائیں۔ مجھے ڈر ہے کہ جنہوں نے آپ کو بلایا ہے وہی کہیں آپ سے جنگ نہ کریں۔ وہ تو درہم و دینار کے غلام ہیں۔ حضرت حسینؓ نے ان کی رائے کا شکریہ ادا کیا لیکن اپنے ارادے سے باز نہیں آئے (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۸۷) راوی ابومخنف کذّاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ ابومخنف ناول نویس ہے۔ وہ اپنے ناول کو زینت دینے کے لئے قصے گھڑ گھڑ کر ناول میں شامل کر رہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت حسینؓ کے پاس آئے۔ انہوں نے اہل عراق کے کردار پر روشنی ڈالی اور حضرت حسینؓ کو بہت سمجھایا انہوں نے صرف اتنا جواب دیا: میں اللہ سے خیر کا طالب ہوں اور دیکھتا ہوں کہ کیا ہوتا ہے (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۸۷) ابومخنف کذّاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے کہا: اے (میرے) چچا کے لڑکے آپ ایسی قوم کے پاس جا رہے ہیں جنہوں نے آپ کے والد کو قتل کیا، آپ کے بھائی کے ساتھ بدعہدی کی۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ آپ کو دھوکا دیں گے میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں آپ نہ جائیں۔ حضرت حسینؓ نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا (مقتل حسینؓ صفحہ ۶۲) راوی ابومخنف کذّاب ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت حسینؓ کے پاس آئے۔ کچھ دیر تک باتیں کرتے رہے۔ پھر پوچھا: آپ کا کیا ارادہ ہے جعفرت حسینؓ نے کہا میرا دل تو یہی کہتا ہے کہ کوفہ چلا جاؤں۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا: آپ کے شیعوں کے مثل اگر میرے

ساتھی ہوتے تو میں کبھی ان سے روگردانی نہیں کرتا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ نے یہ خیال کیا کہ کہیں میری اس بات پر بدگمانی نہ کی جائے تو فوراً کہا: اگر آپ حجاز میں بھی رہیں تو انشاء اللہ کوئی آپ کی مخالفت نہیں کرے گا۔ کچھ دیر بعد حضرت ابن زبیرؓ اٹھ کر چلے گئے۔ حضرت حسینؓ نے کہا: اس شخص کو کسی بھی چیز کی اتنی خواہش نہیں جتنی خواہش اس بات کی ہے کہ میں حجاز سے چلا جاؤں تاکہ اس کے لئے میدان خالی ہو جائے (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۸۸) ابومخنف کذّاب ہے لہٰذا یہ روایت جعلی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ پھر دوبارہ حضرت حسینؓ سے ملے اور انہیں پھر عراق جانے سے منع کیا۔ انہوں نے کہا: اے میرے چچازاد بھائی، میں چاہتا ہوں کہ صبر کروں لیکن صبر نہیں آتا۔ تم اسی شہر میں قیام کرو۔ تم اہل حجاز کے سردار ہو۔ اگر جانا ہی ہے تو اہلِ عراق کو لکھو کہ پہلے اپنے دشمن سے پیچھا چھڑائیں پھر آپ ان کی طرف جائیں ورنہ خطرہ ہے۔ اگر جانا ہی مدنظر ہے تو یمن چلے جائیں حضرت حسینؓ نے کہا: بھائی میں جانتا ہوں کہ تم میرے شفیق ہو لیکن میں تو کوفہ جانے کا ارادہ کر چکا ہوں (اب ارادہ بدل نہیں سکتا)۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: اگر تم جانا ہی چاہتے ہو تو عورتوں اور بچوں کو نہ لے جاؤ۔ اللہ کی قسم تم نے ابن زبیرؓ کے لئے راہ ہموار کر دی۔ تمہاری موجودگی میں کوئی ان کی طرف نہیں دیکھتا۔ اللہ کی قسم اگر میں سمجھتا کہ تم میرا کہنا مان لو گے تو میں تمہارے بال اور تمہاری پیشانی پکڑتا (اور تمہیں جانے سے باز رکھتا) لوگ جمع ہو جاتے اور تماشا دیکھتے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ وہاں سے اٹھ کر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس سے گزرے اور ان سے کہا: اے ابن زبیرؓ، خوش ہو جایئے، حسینؓ تو عراق کو چلے، تم حجاز کو سنبھالو۔ (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۸۸) ابومخنف کذّاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ انساب الاشراف صفحہ ۱۶۱ و صفحہ ۱۶۳ میں بھی یہ روایت ہے لیکن بے سند ہے۔

۸ ذوالحجہ کو حضرت حسینؓ اور حضرت ابن زبیرؓ کی ملاقات مسجد حرام میں ہوئی۔ حضرت ابن زبیرؓ نے حضرت حسینؓ سے کہا: اگر آپ یہاں رہنا چاہیں تو رہیئے، حکومت سنبھالیئے۔ ہم آپ کے حامی اور مددگار ہیں، ہم آپ کی خیر خواہی کریں گے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔ حضرت حسینؓ نے انکار کر دیا تو ابن زبیرؓ نے کہا: آپ یہاں رہیئے، حکومت میرے حوالے کر دیجیئے۔ آپ کی اطاعت کی جائے گی۔ حضرت حسینؓ نے اس بات کو بھی ماننے سے انکار کر دیا۔ پھر کچھ دیر تک وہ دونوں سرگوشی کرتے رہے۔ پھر حضرت حسینؓ نے عمرہ کیا اور کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۸۹) (البدایہ جزء ۸ صفحہ ۱۶۶) ابومخنف کذّاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے حضرت حسینؓ سے کہا آپ مسجد الحرام میں رہیئے میں آپ کے لئے لوگوں کو جمع کر لوں گا۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا۔ مجھے مسجد الحرام سے ایک بالشت دور قتل کیا جانا زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں مسجد کے ایک بالشت اندر قتل کیا جاؤں اور اللہ کی قسم، اگر میں کسی کیڑے کے بل میں چھپ جاؤں تو یہ مجھے وہاں سے بھی نکال لائیں گے پھر میرے ساتھ وہی کریں گے جو ان کی حاجت ہوگی اور اللہ کی قسم یہ لوگ مجھ پر ویسی ہی زیادتی کریں گے جیسی زیادتی یہود نے ہفتے کے دن کی تھی (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۸۹) اس کے باوجود کوفہ جا رہے ہیں۔ ابومخنف کذّاب ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

جب حضرت حسینؓ مکہ سے نکلے تو (امیر مکہ) عمرو بن سعید کے بھیجے ہوئے لوگوں نے انہیں روکنے کی کوشش کی۔ انہوں نے کہا: آپ واپس چلیئے۔ حضرت حسینؓ نے انکار کر دیا۔ پھر دونوں گروہ ایک دوسرے کے کوڑے مارنے لگے۔ حضرت حسینؓ نہیں رکے اور آگے بڑھ گئے۔ دوسرے فریق کے لوگوں نے پکار کر کہا: اے حسینؓ تم اللہ سے نہیں ڈرتے، جماعت سے نکل رہے ہو اور امت میں

تفرقہ ڈال رہے ہو لیکن حضرت حسینؓ نہیں مانے اور چلتے رہے، جب وہ مقام تنعیم پر پہنچے تو انہیں ایک قافلہ ملا جو یمن کے امیر کی طرف سے امیر یزید کے لئے تحائف لے جا رہا تھا۔ حضرت حسینؓ نے وہ سب چیزیں لے لیں۔ جب آپ صفاح پہنچے تو فرزدق شاعر سے ملاقات ہوئی۔ حضرت حسینؓ نے فرزدق سے عراق کا حال پوچھا۔ فرزدق نے کہا: لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور ان کی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں۔ فرزدق نے پوچھا: آپ حج چھوڑ کر کیوں جا رہے ہیں؟ حضرت حسینؓ نے کہا: اگر میں جلدی نہ جاؤں گا تو گرفتار کر لیا جاؤں گا۔ حضرت حسین آگے روانہ ہو گئے (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۹۰) (البدایہ جزء ۸ صفحہ ۱۶۶) ابومخنف کذاب ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنے دونوں بیٹوں عون اور محمد کے ہاتھ حضرت حسینؓ کے نام ایک خط روانہ کیا۔ اس میں انہوں نے لکھا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں آپ واپس آ جائیے۔ جہاں آپ جا رہے ہیں وہاں آپ اور اہل بیت تباہ ہو جائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ امیر مکہ عمرو بن سعید کے پاس بھی گئے اور اس سے بھی ایک امان نامہ لکھوا کر حضرت حسینؓ کو بھیجا لیکن حضرت حسینؓ نے واپس جانا منظور نہیں کیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۹۱) ابومخنف کذاب ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

راستہ میں دو اسدی اشخاص عبداللہ بن سلیم اور مذری بن المشمعل حضرت حسینؓ سے آ ملے۔ ان دونوں شخصوں نے ایک شخص کو دیکھا جو کوفے سے آیا تھا۔ اس نے بیان کیا کہ کوفے میں مسلم بن عقیل اور ہانی قتل کر دئے گئے۔ لوگ ان کے پیر گھسیٹتے ہوئے لے جا رہے تھے (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۹۹) ابومخنف کذاب ہے۔

ان دونوں اسدی شخصوں نے حضرت حسینؓ کو مسلم بن عقیلؓ کے قتل کی اطلاع دی اور انہیں کوفہ جانے سے روکا (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۹۹) ابومخنف کذاب ہے۔

جب حضرت حسین زبالہ پہنچے تو انہیں اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن بقطر کے قتل کی خبر ملی (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۰۰) ابومخنف کذاب ہے۔

حضرت حسینؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ہمارے شیعوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ تم میں سے جو جانا چاہے چلا جائے۔ اہل مدینہ کے علاوہ سب چلے گئے۔ حضرت حسینؓ کے ساتھیوں نے زبالہ میں خوب پانی بھر لیا۔ پھر آگے روانہ ہو کر بطن عقبہ پہنچے (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۰۰) ہشام کذاب ہے۔

بطن عقبہ میں ایک شخص نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں آپ واپس چلے جائیے۔ حضرت حسینؓ نے اس کے مشورہ کو نہیں مانا اور آگے روانہ ہو گئے (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۰۰ و صفحہ ۳۰۱) ابومخنف کذاب ہے۔

جب حضرت حسینؓ شراف مقام پر پہنچے تو اتر گئے۔ آپ نے حکم دیا کہ خوب پانی بھر لو۔ سب نے خوب پانی بھر لیا۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایسا محسوس ہوا کہ مقدمۃ الجیش کا رسالہ آ رہا ہے۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا: کیا یہاں کوئی ایسی جگہ ہے کہ اس کو پشت پر رکھ کر ان لوگوں سے ایک ہی سمت سے مقابلہ کیا جائے۔ عبداللہ بن سلیم اور مذری جو آپ کے ساتھ تھے انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ یہ آپ کے پہلو میں ذو حسم موجود ہے۔ آپ بائیں جانب مڑ جائیے۔ حضرت حسینؓ ادھر مڑ گئے تو مقدمۃ الجیش کے سوار بھی ادھر ہی مڑ گئے۔ حضرت حسینؓ ان سواروں سے پہلے ذو حسم پہنچ گئے اور وہاں اتر گئے۔ وہ سوار بھی جن کی تعداد ایک ہزار تھی حُر کی امارت میں حضرت حسینؓ کے مقابل آ کر فروکش ہو گئے۔ حضرت حسینؓ نے حکم دیا سب لوگوں کو پانی پلا دو اور

---

گھوڑوں کو بھی پانی پلادو۔ سب نے پانی پیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۰۲) ابو مخنف کذاب ہے۔

حضرت حسینؓ نے حُر کے ایک سپاہی کو بھی پانی پلایا (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۰۲) ہشام کذاب ہے۔ البدایہ جزء ۸ صفحہ ۱۷۲ پر ہے کہ حضرت حسینؓ نے حکم دیا کہ دشمن کے گھوڑوں کو بھی پانی پلا دو۔ ابو مخنف کذاب ہے۔

عبیداللہ بن زیاد کو جب معلوم ہوا کہ حضرت حسینؓ آرہے ہیں تو حصین بن نمیر کو جو پولیس کا افسر تھا قادسیہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا اور حُرؒ کو آگے روانہ کردیا تاکہ وہ حضرت حسینؓ کو روکے۔ حُر نے حضرت حسینؓ کو روک لیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۰۲) ہشام کذاب ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

حُر نے حضرت حسینؓ سے پوچھا: آپ کہاں جارہے ہیں۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا: میں اس شہر میں جارہا ہوں۔ حُر نے کہا آپ واپس چلے جائیے، میں نے آپ کے پیچھے آپ کے لئے کوئی خیر نہیں چھوڑی۔ یہاں حضرت حسینؓ کو مسلم بن عقیل کے قتل کی خبر ملی۔ حضرت حسینؓ نے واپس جانے کا ارادہ کیا۔ مسلم بن عقیلؓ کے بھائیوں نے کہا: اللہ کی قسم ہم انتقام لیں گے یا خود ختم ہو جائیں گے۔ حضرت حسینؓ نے کہا: تمہارے بعد زندگی کا لطف نہیں۔ یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گئے۔ راستہ میں انہیں عبیداللہ کے لشکر کے سوار ملے۔ حضرت حسینؓ کربلا کی طرف مڑ گئے اور وہاں اتر پڑے۔ حضرت حسینؓ نے وہاں اپنے خیمے نصب کر دئے۔ آپ کے ساتھ ۴۵ سوار اور سو پیادے تھے (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۹۱) سند میں ایک راوی زکریا بن یحیٰی ہے۔ وہ کوئی چیز نہیں (میزان الاعتدال جزء ۲ صفحہ ۷۵)۔ دوسرا راوی خالد بن یزید بن اسد ہے۔ وہ ضعیف ہے (کامل ابن عدی جزء ۳ صفحہ ۸۸۵) ابن حجر کہتے ہیں قوی نہیں، اس کی احادیث کا نہ سنداً کوئی متابع ہے اور نہ متناً (لسان المیزان جزء ۲ صفحہ ۳۹۱) الغرض یہ روایت باطل ہے۔

عقیل کے فرزندوں نے کہا: ہم بدلہ لیں گے یا قتل ہو جائیں گے۔ حضرت حسینؓ نے واپس ہونے کا ارادہ ترک کر دیا۔ پھر آپ نے حکم دیا پانی بھر لو۔ سب نے خوب پانی بھر لیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۰۰) ابو مخنف کذاب ہے۔

حضرت حسینؓ نے حُر سے کہا: تم نے مجھے بلایا تھا۔ میں آگیا ہوں تو اب مجھ سے عہد و پیمان کرلو تاکہ میں مطمئن ہو جاؤں۔ پھر حضرت حسینؓ نے دونوں لشکروں کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر حضرت حسینؓ اور حُرؒ اپنے اپنے خیمے میں چلے گئے (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۰۳) ہشام کذاب ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

پھر حضرت حسینؓ نے دونوں لشکروں کو عصر کی نماز پڑھائی نماز کے بعد انہوں نے حُر کے لشکر کو خطاب کیا۔ انہوں نے فرمایا: ہم اہلِ بیت ہیں۔ ہم حکومت کے زیادہ حقدار ہیں۔ تم لوگوں نے جو خطوط مجھے لکھے اور پیغامات پہنچائے اگر ان کے مطابق اب تمہاری رائے نہیں ہے تو میں واپس چلا جاؤں گا۔ حُر نے کہا: اللہ کی قسم: ہمیں ان خطوط کا علم نہیں۔ حضرت حسینؓ نے دو تھیلے لاکر خطوط کو پھیلا دیا۔ حُر نے کہا: ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جنہوں نے یہ خطوط لکھے تھے۔ ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ آپ کو نہ چھوڑیں جب تک آپ کو عبیداللہ تک نہ پہنچا دیں۔ حضرت حسین نے فرمایا: تمہارے لئے اس حکم کی تعمیل کے مقابلہ میں موت تمہارے زیادہ قریب ہے۔ پھر حضرت حسینؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: اٹھو اور (روانگی کے لئے) اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو جاؤ۔ جب حضرت حسینؓ اور ان کے ساتھی روانہ ہونے لگے تو حُر کے لشکر نے مزاحمت کی۔ حضرت حسینؓ نے حُر سے فرمایا: تمہاری ماں تم کو گم کرے آخر تم چاہتے کیا ہو؟ حُر نے کہا: اگر آپ کے سوا کسی بھی عرب نے مجھ سے یہ بات کہی ہوتی تو میں بھی اس کی ماں کے لئے یہی بات کہتا لیکن واللہ مجھے آپ کی والدہ کے متعلق ایسی بات کہنے کی مجال نہیں سوائے اس کے کہ ادب و احترام کی کوئی بات کہوں۔ حضرت

حسینؓ نے پھر پوچھا: آخر تم چاہتے کیا ہو؟ حُر نے کہا: میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کو عبیداللہ کے پاس لے جاؤں۔ حضرت حسینؓ نے تین مرتبہ فرمایا: واللہ میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ حُر نے تین دفعہ کہا: واللہ میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا۔ جب ان دونوں کے درمیان بات بڑھ گئی تو حر نے کہا: مجھے آپ سے لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ مجھے تو یہ حکم ملا ہے کہ آپ کو نہ چھوڑوں جب تک آپ کو کوفہ نہ پہنچا دوں۔ اگر آپ نہیں مانتے تو ایسا راستہ اختیار کیجئے جو نہ کوفہ کو جاتا ہو اور نہ مدینہ کو جاتا ہو۔ میں ابن زیاد کو لکھتا ہوں۔ آپ بھی اگر چاہیں تو یزید کو لکھیں، ابن زیاد کو لکھیں شاید اللہ ایسی کوئی صورت پیدا کر دے کہ آپ مصیبت میں مبتلا ہونے سے بچ جائیں۔ حضرت حسینؓ روانہ ہوئے اور حر بھی ساتھ ساتھ چلا (طبری جزء۴ ص۳۰۳ و ص۳۰۴) (البدایہ جزء۸ ص۱۷۲ و ص۱۷۳) ہشام کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

جب حضرت حسینؓ بیضہ کے مقام پر پہنچے تو آپ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا: اے لوگو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص ایسے بادشاہ کو دیکھے جو ظالم ہو، اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال کرتا ہو...... پھر وہ نہ ایسے فعل سے اور نہ اپنے قول سے اس کے خلاف کارروائی کرے تو اللہ اس کو بھی بادشاہ کے مقام میں داخل کرے گا۔ ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت کو لازم کر لیا ہے اور رحمٰن کی اطاعت چھوڑ دی ہے...... حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا لہٰذا میں سب سے زیادہ اس بات کا حقدار ہوں کہ اس کے خلاف آواز اٹھاؤں۔ میں علیؓ اور فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند ہوں۔ میری جان تمہاری جانوں کے ساتھ اور میرے اہل وعیال تمہارے اہل وعیال کے ساتھ ہیں...... میرے طریقہ میں تمہارے لئے نمونہ ہے۔ اگر تم ایسا نہ کرو تو پھر کوئی نئی بات نہیں ہے۔ تم پہلے بھی میرے والد اور میرے بھائی اور میرے چچازاد بھائی کے ساتھ ایسا کر چکے ہو (طبری جزء۴ ص۳۰۴) راوی ابومخنف کذاب ہے۔

عبیداللہ نے شام اور بصرہ کے راستے بند کر دئے۔ حضرت حسینؓ ایک بند راستے سے آ رہے تھے۔ انہیں کچھ اعرابی ملے۔ حضرت حسینؓ نے ان سے حالات دریافت کئے۔ انہوں نے کہا: ہمیں نہیں معلوم۔ ہم نہ کہیں جا سکتے ہیں اور نہ آ سکتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت حسینؓ نے امیر یزید کے پاس جانے کے لئے شام کا رخ کیا۔ سواروں نے انہیں گھیر لیا لہٰذا آپ پھر وہیں اتر پڑے اور لوگوں کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دینے لگے (طبری جزء۴ ص۲۹۵) ایک سند میں حصین سے آگے سند نہیں ہے۔ دوسری سند میں محمد بن عمار رازی ہے۔ اس کا حال نہیں ملتا۔ دوسرا راوی سعید بن سلیمان سخت ضعیف ہے۔ امام ابوزرعہ کہتے ہیں اللہ اس سے بچائے (تہذیب)

البدایہ جزء۸ ص۱۷۰ کی روایت میں بھی سعید بن سلیمان ہے اور وہ سخت ضعیف ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔

حضرت حسین اور حُر ساتھ ساتھ چلے جا رہے تھے۔ حُر نے کہا: اے حسینؓ، اللہ کے واسطے اپنی جان کا خیال کیجئے۔ اگر آپ نے حملہ کیا تو آپ قتل ہو جائیں گے اور اگر آپ پر حملہ کیا گیا تو بھی آپ قتل ہو جائیں گے۔ حضرت حسینؓ نے کہا: (اے حُر) کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے۔ کیا وہ زیادتی میں یہاں تک بڑھ جائیں گے کہ مجھے قتل کر دیں گے۔ حُر نے یہ سنا تو راستہ کی دوسری طرف ہو گیا۔

جب حضرت حسینؓ عذیب الہجانات پہنچے تو کوفے کے چار شخص جن کا رہنما طرماح تھا آپ کے پاس پہنچے۔ حضرت حسینؓ نے ان سے پوچھا وہاں کی کیا خبر ہے؟ ان میں سے ایک شخص نے کہا: ان لوگوں کے دل آپ کی طرف مائل ہیں لیکن کل یہی لوگ آپ پر تلوار کا وار کریں گے (طبری جزء۴ ص۳۰۶ و ص۳۰۷) راوی ابومخنف کذاب ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

طرماح نے حضرت حسینؓ سے کہا: اگر یہی لوگ جو آپ کے ساتھ چل رہے ہیں آپ سے جنگ کریں تو آپ کے لئے کافی ہیں۔ ایک دن کوفہ کے باہر میں نے اتنی بڑی فوج دیکھی کہ اس سے بڑی فوج میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ وہ آپ سے لڑنے آرہے ہیں۔ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں آپ ادھر نہ جایئے۔ آپ اپنی حفاظت کے لئے کوہ اجا پر چلئے۔ اللہ کی قسم دس دن کے اندر اندر بنی طے کے بیس ہزار آدمی آپ کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ جب تک ان میں سے ایک آدمی بھی زندہ رہے گا آپ کو نقصان نہیں پہنچنے دیگا۔ حضرت حسینؓ نے کہا: جزاک اللہ و قومک خیرا۔ ہم میں اور ان لوگوں میں ایک عہد ہو چکا ہے لہٰذا ہم واپس نہیں جا سکتے (طبری جز ۴ ص۳۰۶ و ص۳۰۷) راوی ابو مخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

کچھ عرصہ آپ قصر بنی مقاتل میں ٹھہرے۔ وہاں آپ نے پانی بھرنے کا حکم دیا۔ پھر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر چلنے کے بعد آپ کو اونگھ آئی۔ آپ نے پڑھا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ ان کے فرزند علی بن الحسین اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس آئے اور پوچھا: آپ نے انا للہ کیوں پڑھا؟ حضرت حسینؓ نے فرمایا: میری آنکھ لگ گئی تھی۔ میں نے ایک سوار کو ایک گھوڑے پر دیکھا۔ اس نے کہا لوگ چلے جا رہے ہیں۔ اور موت ان کا پیچھا کر رہی ہے۔ اس بات سے میں سمجھ گیا کہ ہم کو موت کی خبر سنائی گئی ہے۔ الغرض چلتے چلتے وہ نینویٰ پہنچے اور وہاں اتر پڑے۔ اسی اثناء میں ابن زیاد کا قاصد پہنچا۔ اس نے حُر کو ابن زیاد کا خط دیا جس میں لکھا تھا کہ حسینؓ کو تنگ کرنا اور ان کو لق و دق چٹیل میدان میں اتارنا جہاں نہ پانی ہو اور نہ پانی کی جگہ۔ میرا یہ قاصد تم پر نگراں رہے گا۔ حضرت حسینؓ کسی اور جگہ اترنا چاہتے تھے لیکن حُر نے کہا: نہیں۔ آپ کو یہیں اترنا ہوگا۔ زہیر بن قین نے کہا ان لوگوں سے لڑنا ہمارے لئے آسان تر ہے۔ بہ نسبت ان لوگوں سے لڑنے کے جو ان کے بعد آئیں گے۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا: میں جنگ میں ابتداء نہیں کروں گا۔ اسی اثناء میں عبید اللہ ابن زیاد نے عمر بن سعد سے کہا حضرت حسینؓ کی طرف جاؤ۔ عمر بن سعد نے کہا: مجھے اس کام سے معاف رکھیئے۔ عبید اللہ نے کہا: تو پھر رے کی امارت سے دستبردار ہو جاؤ۔ عمر بن سعد نے کہا تو مجھے غور کرنے کے لئے ایک دن کی مہلت دیجئے۔ وہاں سے آکر اس نے اپنے خیرخواہوں سے مشورہ کیا۔ سب نے منع کیا۔ حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ اس کے پاس آیا اور کہا ماموں جان اللہ کے لئے حسینؓ سے مقابلہ کا قصد نہ کیجئے۔ اللہ کی قسم اگر روئے زمین کی سلطنت اور دنیا و مافیہا سے تم محروم ہو جاؤ تو یہ اس بات سے بہتر ہے کہ تم حسینؓ کے خون میں آلودہ ہو کر اللہ کے سامنے جاؤ۔ ابن سعد نے کہا: میں ان شاء اللہ ایسا ہی کروں گا (طبری جز ۴ ص۳۰۹ تا ص۳۱۰) راوی ابو مخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت محض افسانہ ہے۔

عمر بن سعد نے ابن زیاد سے کہا: اس مہم پر کسی ایسے شخص کو مقرر کر دیجئے جو فنون حرب سے واقف ہو۔ ابن سعد نے چند لوگوں کے نام بھی لئے۔ ابن زیاد نے کہا: میں نے تم سے مشورہ نہیں لیا ہے۔ تم جاتے ہو تو جاؤ ورنہ رے کی امارت کا پروانہ واپس کر دو۔ ابن سعد نے کہا: اگر آپ اصرار کرتے ہیں تو جاتا ہوں۔ الغرض عمر بن سعد چار ہزار آدمیوں کے ساتھ نینویٰ میں حضرت حسینؓ کے مقابل اتر پڑا۔ ابن سعد نے کئی آدمیوں سے کہا کہ حضرت حسینؓ سے جا کر پوچھو کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔ لیکن یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے حضرت حسینؓ کو خطوط لکھ کر بلایا تھا لہٰذا سب نے جانے سے انکار کر دیا۔ آخر میں کثیر بن عبد اللہ شعبی اٹھا لیکن حضرت حسینؓ تک پہنچ نہ سکا اور واپس آگیا۔ عمر بن سعد نے قرہ بن قیس کو اس کام پر روانہ کیا۔ قرہ حضرت حسینؓ سے ملا اور ان سے ان کے آنے کا سبب دریافت کیا۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا: تمہارے شہر والوں نے مجھے بلایا۔ اب

اگر میرا آنا ان کو ناپسند ہے تو میں واپس چلا جاؤں گا۔ قرہ عمر بن سعد کے پاس گیا اور اس کو اس بات کی خبر دی۔ عمر بن سعد نے کہا مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے ان کے ساتھ جنگ کرنے سے محفوظ رکھے گا (طبری جزء ۴ ص ۳۱۰ و ص ۳۱۱) ہشام راوی کذّاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت حسین رض نے قرہ سے یہ بھی کہا: اہل کوفہ نے مجھے بلایا تھا۔ انہوں نے مجھے دھوکا دیا۔ میں نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو حُر نے مجھے جانے نہیں دیا (اخبار الطوال ص ۲۵۳ و ص ۲۵۴) بے سند ہے۔

حضرت حسین رض نے اہل کوفہ سے فرمایا: اگر تم لوٹ جاؤ تو میں بھی یہاں سے لوٹ جاؤں گا۔ (المختصر فی اخبار البشر جلد اوّل ص ۱۹) بے سند ہے۔

حضرت حسین رض نے یزید کے پاس جانے کے لئے شام کا رخ کیا لیکن ابن زیاد کی فوج نے انہیں جانے نہیں دیا (انساب الاشراف بلاذری ص ۱۷۳) راوی سعید الجرجانی ضعیف ہے (لسان المیزان جلد ۳)

حضرت حسین رض نے کہا: تین باتوں میں سے ایک بات اختیار کرلو (۱) میں جہاں سے آیا ہوں وہاں واپس چلا جاؤں (۲) میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دوں وہ جو چاہے فیصلہ کرے (۳) مجھے سرحد پر بھیج دو۔ عمر بن سعد نے یہ تینوں باتیں ابن زیاد کو لکھ کر بھیج دیں۔ عمر بن سعد نے یہ بھی لکھا: اللہ نے آگ کو بجھا دیا ہے۔ اس میں تمہاری بھی خوشنودی ہے اور امت کی بھی بہتری ہے۔ ابن زیاد نے خط پڑھ کر کہا: یہ ایسے شخص کا خط ہے جو اپنے امیر کا خیر خواہ اور اپنی قوم کا شفیق ہے۔ میں نے قبول کیا۔ شمر ذو الجوشن نے ابن زیاد سے کہا: ہونا یہ چاہیئے کہ یہ سب لوگ تیرے حکم پر سر جھکا دیں۔ ابن زیاد نے اس رائے کو پسند کیا اور عمر بن سعد کو لکھا کہ وہ حسین رض سے ابن زیاد کے حکم پر سر جھکانے کا مطالبہ کرے۔ اگر وہ مان لیں تو ان سب کو میرے پاس بھیج دیا جائے اگر وہ نہ مانیں تو ان سے جنگ کی جائے۔ پھر اس نے شمر سے کہا: تو جا، اگر وہ ایسا کرے تو تو اس کی اطاعت کرنا ورنہ ان لوگوں سے خود جنگ کرنا پھر تو ہی امیر لشکر ہو گا۔ ابن سعد کو قتل کر دینا اور اس کا سر میرے پاس بھیج دینا۔ ابن سعد اگر مان جائے تو اس سے کہنا کہ میں نے تجھے حسین رض کے مقابلہ میں اس لئے نہیں بھیجا کہ تو ان کے بچانے کی فکر کرے یا ان پر احسان کرے۔ انہیں قتل کر کے سب کے سر کاٹ لے اور ان کے سینہ اور پشت پر سواروں کو دوڑا دے (طبری جزء ۴ ص ۲۱۳ و ص ۲۱۴) ابو مخنف کذّاب ہے۔ یہ روایت سراسر باطل ہے۔

جب عمر بن سعد حضرت حسین رض کے پاس پہنچا تو حضرت حسین رض نے اس سے کہا: تین باتوں میں سے ایک بات منظور کرلو۔ (۱) مجھے چھوڑ دو کہ میں جہاں سے آیا ہوں وہیں چلا جاؤں (۲) مجھے چھوڑ دو کہ میں یزید کے پاس چلا جاؤں (۳) مجھے سرحد کی طرف جانے دو (تاکہ میں کافروں سے جہاد کروں)۔ عمر بن سعد نے حضرت حسین رض کی بات کو منظور کر لیا اور عبید اللہ بن زیاد کو اس کی اطلاع دی۔ عبید اللہ نے لکھا: نہیں (یہ نہیں ہو سکتا) ان کی بات کی کوئی قیمت نہیں جب تک وہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں نہ رکھ دیں۔ حضرت حسین رض نے کہا: اللہ کی قسم ایسا کبھی نہیں ہو سکتا (طبری جزء ۴ ص ۲۹۳) سند میں ایک راوی زکریا بن یحییٰ ہے۔ وہ کچھ نہیں (میزان الاعتدال جزء ۲ ص ۷۵) دوسرا راوی خالد بن یزید ہے۔ وہ ضعیف ہے (کامل ابن عدی جزء ۳ ص ۸۸۵) خالد قوی نہیں۔ اس کی حدیث کا نہ سنداً کوئی متابع ہے اور نہ متناً (لسان المیزان جزء ۲ ص ۳۹۱)۔ ابو جعفر سے اوپر کوئی سند نہیں الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

---

حضرت حسینؓ نے اموی فوج کے سردار کے سامنے باعزت سمجھوتے کے لئے تین شرطیں پیش کیں: (۱) آپ کو مدینہ واپس جانے دیا جائے (۲) آپ کو سرحدی فوج میں بھیج دیا جائے جو ترکوں کی روک تھام کے لئے متعین کی گئی ہے (۳) آپ کو سلامتی کے ساتھ یزید تک پہنچا دیا جائے۔ اموی سرداروں نے ایک بھی شرط نہیں مانی (تاریخ اسلام اردو مؤلفہ امیر علی ص۶۶ A SHORT HISTORY OF THE SARACENS P. 85) بے حوالہ اور بے سند ہے۔ تاریخ ابی الفداء میں بھی یہی مضمون ہے (المختصر فی اخبار البشر جلد اول ص۱۹۰) یہ بھی بے حوالہ اور بے سند ہے۔ البدایہ جزء ۸ ص۱۷۰ پر بھی تقریباً یہی مضمون ہے۔ البدایہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں رکھ دوں گا پھر وہ جو چاہے میرے معاملہ میں فیصلہ کرے۔ سند میں ابو مخنف ہے جو کذاب ہے۔

عمر بن سعد نے ابن زیاد کو حضرت حسینؓ کی بات سے مطلع کیا۔ ابن زیاد نے کہا: ہمارے جنگل میں پھنس گئے تو اب چھٹکارے کی امید ہے؟ اب تو چھٹکارے کا وقت نکل چکا۔ پھر ابن زیاد نے عمر بن سعد کو لکھا کہ حضرت حسینؓ اور ان کے اصحاب یزید کی بیعت کریں پھر ہم سوچیں گے۔ جب عمر ابن سعد کے پاس عبید اللہ بن زیاد کا خط پہنچا تو عمر بن سعد نے کہا: ابن زیاد کو عافیت منظور نہیں (طبری جزء ۴ ص۳۱۱) (البدایہ جزء ۸ ص۱۷۵) ابو مخنف کذاب ہے۔

حضرت حسینؓ نے عمر بن سعد اور شمر کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دیا اور ان سے کہا مجھے امیر المؤمنین کے پاس جانے دو۔ میں اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں گا۔ ان لوگوں نے کہا: نہیں۔ آپ کو ابن زیاد کا حکم ماننا ہوگا۔ یہ سن کر حُرؒ نے جو ایک رسالہ کا رئیس تھا اپنے گھوڑے کا رخ پھیر دیا اور حضرت حسینؓ سے جا ملا (طبری جزء ۴ ص۲۹۵) ایک روایت میں حصین سے آگے سند نہیں ہے، دوسری روایت میں محمد بن عمار ہے۔ اس کا حال نہیں ملتا۔ اس سند کا دوسرا راوی سعید بن سلیمان ہے جو سخت ضعیف ہے۔ امام ابو زرعہ کہتے ہیں اللہ اس سے بچائے (تہذیب)

البدایہ جزء ۸ ص۱۷۱ کی روایت میں بھی سعید بن سلیمان ہے۔ الغرض یہ روایت باطل ہے۔

عبید اللہ بن زیاد نے عمر بن سعد کو لکھا: حسینؓ اور ان کے ساتھیوں اور پانی کے درمیان حائل ہو جا۔ وہ ایک قطرہ بھی نہ پی سکیں جیسا تقی، زکی، مظلوم امیر المؤمنین کے ساتھ کیا گیا تھا۔ حکم کی تعمیل میں عمر بن سعد نے عمرو بن الحجاج کو پانچ سو سواروں کے ساتھ گھاٹ پر متعین کر دیا۔ یہ لوگ دریا اور حضرت حسینؓ کے درمیان حائل ہو گئے۔ عبد اللہ بن ابی حصین نے کہا: اے حسینؓ ذرا پانی کی طرف دیکھو۔ اس کا نیلا رنگ کیسا اچھا معلوم ہو رہا ہے۔ تم پیاسے مر جاؤ گے۔ تمہیں ایک قطرہ پانی بھی نہیں ملے گا۔ حضرت حسینؓ نے کہا: اے اللہ اس کو پیاس کے مرض میں مبتلا کر دے۔ حضرت حسینؓ کی دعاء قبول ہو گئی۔ وہ پانی پیتا تھا لیکن پیاس نہیں بجھتی تھی۔ پھر قے کرتا تھا پھر پانی پیتا تھا بالآخر وہ اسی حالت میں مر گیا۔ جب حضرت حسینؓ اور ان کے اصحاب کو پیاس لگی تو حضرت حسینؓ نے عباس بن علی کو بلایا۔ حضرت حسینؓ نے تیس سوار اور بیس پیادے ان کے ساتھ کر دیئے۔ وہ گئے اور باوجود مزاحمت کے بیس مشکوں کو پانی سے بھر کر لانے میں کامیاب ہو گئے (طبری جزء ۴ ص۳۱۱ و ص۳۱۲) ابو مخنف کذاب ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔ انساب الاشراف لاحمد بلاذری کے صفحہ ۱۸۱ پر بھی یہی مضمون ہے لیکن بے سند ہے۔

رات کے وقت ابن زیاد کا حکم پہنچا کہ پانی پر قبضہ کر لو۔ ابن سعد نے ساحل فرات پر پانچ سو سوار متعین کر دیئے اور حضرت حسینؓ کے ساتھیوں کو پانی نہیں لینے دیا (تاریخ اسلام مؤلفہ اکبر شاہ ۲/۶۹) بے سند اور بے حوالہ ہے۔

---

حضرت حسینؓ کو پیاس لگی تو انہوں نے عباس سے کہا: اے میرے بھائی، اپنے گھر والوں کو جمع کرو اور کنواں کھود و۔ انہوں نے کنواں کھودا لیکن پانی نہیں نکلا۔ حضرت حسینؓ نے کہا فرات پر جاؤ اور پانی لاؤ۔ عباس نے چند آدمیوں کو ساتھ لیا اور فرات پر گئے۔ ابن زیاد کے آدمیوں نے انہیں دیکھا تو پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: ہم حسینؓ کے ساتھی ہیں۔ ابن زیاد کے آدمیوں نے عباس کے ساتھیوں پر حملہ کیا۔ عباس اور ان کے ساتھیوں نے کئی آدمیوں کو قتل کر دیا۔ عباس نے مشک میں پانی بھر لیا اور ہاتھ بڑھا کر پانی پینا چاہا۔ انہیں حضرت حسینؓ کی پیاس یاد آگئی تو پانی پھینک دیا۔ وہ مشک لے کر روانہ ہوئے۔ راستہ میں ان پر حملے ہوتے رہے یہاں تک کہ ان کے دونوں ہاتھ کٹ گئے۔ انہوں نے تلوار کو منہ سے پکڑ لیا اور لڑتے رہے۔ بالآخر وہ قتل ہو گئے (مقتل حسینؓ ص ۸۹ تا ص ۹۳) ابو مخنف کذاب ہے۔ یہ جھوٹی کہانی ہے۔

ایک رات کو حضرت حسینؓ اور عمر بن سعد کی تنہائی میں ملاقات ہوئی۔ حضرت حسینؓ نے کہا: میرے ساتھ یزید کے پاس چلو اور لشکروں کو یہیں چھوڑ دو۔ عمر نے کہا: میرا گھر کھود ڈالا جائے گا۔ حضرت حسینؓ نے کہا: میں بنوا دوں گا۔ عمر نے کہا میری جاگیریں چھین لی جائیں گی۔ حضرت حسینؓ نے کہا: میں اس سے بہتر تمہیں دے دوں گا۔ عمر بن سعد راضی نہیں ہوا (طبری جزء ۴ ص ۳۱۳) ابو مخنف کذاب ہے یہ روایت جھوٹی ہے۔

شمر ابن زیاد کا دھمکی آمیز خط لے کر آیا۔ عمر بن سعد نے ابن زیاد کو بہت برا بھلا کہا لیکن اس کے حکم کی تعمیل سے انکار نہیں کیا (طبری جزء ۴ ص ۳۱۵) ابو مخنف کذاب ہے۔

الغرض ابن زیاد کی دھمکی پر عمر بن سعد نے جنگ شروع کر دی (طبری جزء ۴ ص ۲۹۶) ایک سند میں حصین سے آگے کوئی راوی نہیں ہے۔ دوسری سند میں محمد بن عمار رازی ہے۔ اس کا حال نہیں ملتا (جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے)۔

۹ محرم کو عصر کے بعد ابن سعد نے حملہ کیا۔ حضرت حسینؓ نے حضرت عباسؓ کے ذریعہ اس سے دریافت کیا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ ابن سعد نے کہا: امیر کا فیصلہ ہے کہ تم اس کے حکم پر سر جھکا دو ورنہ ہم تم سے لڑیں گے۔ حضرت حسینؓ نے ایک رات کی مہلت طلب کی۔ ابن سعد نے ایک رات کی مہلت دیدی (طبری جزء ۴ ص ۳۱۵ تا ص ۳۱۷) (البدایہ جزء ۸ ص ۱۷۲) ابو مخنف کذاب ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت حسینؓ نے عقیل کی اولاد سے کہا: مسلم (بن عقیل) کا قتل تمہارے لئے کافی ہے۔ تم چلے جاؤ، میں تمہیں اجازت دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا: لوگ کیا کہیں گے کہ ہم نے اپنے بزرگ اور سردار کو چھوڑ دیا۔ اللہ کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے۔ ہم آپ پر اپنی جانیں فدا کریں گے (طبری جزء ۴ ص ۳۱۸) (البدایہ جزء ۸ ص ۱۷۹) ابو مخنف کذاب ہے۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت زینبؓ برہنہ سر حضرت حسینؓ کے پاس آئیں۔ کہنے لگیں کاش آج (سے پہلے) مجھے موت آگئی ہوتی۔ انہوں نے اپنے چہرے کو پیٹا، گریبان کو پھاڑا۔ پھر وہ غش کھا کر گر پڑیں۔ حضرت حسینؓ نے ان کے چہرے پر پانی چھڑکا اور انہیں تسلی تشفی دی۔ (طبری جزء ۴ ص ۳۱۹) (البدایہ جزء ۸ ص ۱۷۶)۔ ابو مخنف کذاب ہے۔

حضرت حسینؓ کے ساتھی رات بھر عبادت کرتے رہے۔ دعائیں مانگتے رہے۔ استغفار پڑھتے رہے (طبری جزء ۴ ص ۳۱۹) ابو مخنف کذاب ہے۔

حضرت علی بن الحسینؓ بیمار تھے۔ ان کی پھوپی حضرت زینبؓ ان کی تیمارداری کرتی تھیں (طبری جزء ۴ ص ۳۱۷ و ص ۳۱۸)

ابومخنف کذّاب ہے۔

۱۰ محرم کی صبح کو حضرت حسینؓ اور عمر بن سعد نے اپنی اپنی جماعتوں کو نماز پڑھائی۔ پھر دونوں نے اپنی اپنی جماعتوں کو صف بستہ کیا۔ حضرت حسینؓ نے خیموں کو پشت پر رکھا اور خیموں کے پیچھے آگ لگا دی، تاکہ دشمن ایک ہی طرف سے لڑ سکے (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۲۰ و صفحہ ۳۲۱) ابومخنف کذّاب ہے۔

حضرت حسینؓ نے ایک بڑا خیمہ نصب کرایا اور ایک بڑے پیالے میں مشک کا محلول تیار کیا پھر آپ اس خیمہ میں گئے اور (زیر ناف بال مونڈنے کے لئے) نورہ لگایا۔ جب وہ باہر نکلے تو اور لوگوں نے نورہ لگایا۔ (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۲۱) (البدایہ جزء ۸ صفحہ ۱۷۸) ابومخنف کذّاب ہے۔ البدایہ کی روایت میں ہے کہ سب نے غسل کیا۔

جنگ شروع ہونے سے پہلے حضرت حسینؓ اور ان کے ساتھیوں نے یکے بعد دیگرے غسل کیا۔ غسل میں نورہ کا استعمال بھی کیا گیا۔ ایک بڑے برتن میں مُشک کا محلول تیار کیا گیا (واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر مؤلفہ عتیق الرحمٰن صفحہ ۲۱۶) بے حوالہ اور بے سند ہے۔

شمر نے جب خیموں کے پیچھے آگ دیکھی تو بلند آواز سے کہا: اے حسینؓ، آپ نے قیامت سے پہلے دنیا ہی میں آگ میں جانے کی جلدی کی۔ حضرت حسینؓ نے کہا: اے بکریاں چرانے والے کے بچے، آگ میں جانے کا تو مستحق ہے (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۲۲) ابومخنف کذّاب ہے۔

مسلم بن عوسجہ نے کہا: اے رسول اللہ کے فرزند، شمر میری زد پر ہے میں اسے تیر ماردوں۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا: ابتداء ادھر سے نہیں ہونی چاہیئے۔ حضرت حسینؓ نے اپنے گھوڑے پر جس کا نام لاحق تھا حضرت علی بن حسین کو سوار کیا اور خود اونٹ پر سوار ہوگئے اور بلند آواز سے فرمایا: میرا عذر سن لو ...... اگر تم انصاف نہیں کرتے تو پھر تم جو کچھ کر سکتے ہو کرو، مجھے مہلت نہ دو۔ آپ کی یہ باتیں جب آپ کی بہنوں اور بیٹیوں نے سنیں تو چلا چلا کر رونے لگیں۔ حضرت حسینؓ نے عباس اور علی کو انہیں چپ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس وقت انہیں حضرت ابن عباس کی نصیحت یاد آگئی کہ انہوں نے اہلِ حرم کو ساتھ لے جانے سے منع کیا تھا (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۲۲) ابومخنف کذّاب ہے۔

حضرت حسینؓ نے فرمایا: واقعی بچوں اور عورتوں کو ہمراہ لانے کے سلسلہ میں ہم سے بڑی غلطی ہوئی (تاریخ اسلام محمد اکبر شاہ نجیب آبادی جزء ۲ صفحہ ۷۰) بے حوالہ اور بے سند ہے۔

حضرت حسینؓ نے ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا۔ انہوں نے فرمایا: کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ نہیں ہوں؟ کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی کا بیٹا نہیں ہوں ...... کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور میرے بھائیؓ کے متعلق نہیں فرمایا تھا کہ "یہ دونوں نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں ...... غور کرو کیا میرا قتل تمہارے لئے جائز ہے؟ ...... تم لوگوں نے مجھے بلایا تھا۔ انہوں نے جواب دیا: ہم نے نہیں بلایا تھا۔ حضرت حسینؓ نے کہا: اگر میرا آنا تمہیں ناگوار ہے تو مجھے کسی امن کی جگہ چلا جانے دو۔ قیس بن اشعث نے کہا: آپ اپنے چچا کی اولاد کے حکم پر سر کیوں نہیں جھکا دیتے۔ حضرت حسینؓ نے کہا: میں ذلیل ہو کر ہاتھ میں ہاتھ دینا نہیں چاہتا۔ اس کے بعد دشمنوں نے آپ پر حملہ کرنا شروع کر دیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۲۲ و صفحہ ۳۲۳) (مقتل حسینؓ صفحہ ۸۶) ابومخنف کذّاب ہے۔

سعد بن عبید ؒ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ اہل کوفہ کے چند شیوخ رو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں اے اللہ مدد کر۔ میں نے کہا اے اللہ کے دشمنو، تم جا کر مدد کیوں نہیں کرتے۔ میں نے دیکھا: حضرت حسین ؓ ابن زیاد کی فوج سے باتیں کر رہے تھے۔ جب وہ باتیں کر کے واپس ہوئے تو عمر طہوی نے ان کو ایک تیر مارا جو ان کے جبہ میں لٹک گیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۹۵) ایک سند میں حصین سے آگے سند غائب ہے۔ دوسری سند میں محمد بن عمار رازی مجہول ہے۔ الغرض یہ روایت باطل ہے۔

حضرت زہیر بن قین نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے کہا: ہمارے اور تمہارے درمیان جب تک تلوار نہیں آتی ہے ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں ..... اگر تم ان کی نصرت نہیں کرتے تو اللہ کے واسطے ان کے قتل سے باز آجاؤ۔ ان کو یزید کی رائے پر چھوڑ دو۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت حسین ؓ کے قتل کے بغیر بھی یزید تمہاری اطاعت سے راضی رہیں گے۔ شمر نے ایک تیر زہیر کے مارا اور کہا خاموش۔ (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۲۳ و صفحہ ۳۲۴) (مقتل حسین ؓ صفحہ ۸۵) ابو مخنف کذاب ہے۔

Yazid had ordered the governor of this town, 'Ubaid Allah b. Ziyad, to take steps to disarm them and prevent them entering the 'Irak and stirring up trouble there. No one stirred among the 'Alid partisans in Kūfa. Husain and his handful of devoted followers foolhardily attacked the very superior forces sent to disarm them; the latter then manœuvred to surround them and force them to lay down their arms. The son of 'Ali and the more stubborn of his companions only succeeded in meeting their deaths (Oct. 10, 680)

THE
ENCYCLOPAEDIA
OF ISLAM
(P. 1162) VOLUME IV
S—Z ✓

یزید نے اس قصبہ (یعنی کوفہ) کے امیر عبید اللہ ابن زیاد کو حکم دیا کہ وہ (حضرت) حسین اور ان کے ساتھیوں سے ہتھیار رکھوانے کے سلسلہ میں ضروری کارروائی کرے اور ان کو عراق میں داخل ہونے اور وہاں فتنہ انگیزی سے باز رکھے۔ (حضرت) علی کے شیعہ جو کوفہ میں تھے ان میں سے کوئی نہیں ہلا۔ حسین اور ان کے مٹھی بھر پرخلوص ساتھیوں نے بڑی نادانی کے ساتھ اپنے سے بدرجہا طاقتور فوج پر جو ان سے ہتھیار رکھوانے کے لئے بھیجی گئی تھی حملہ کر دیا۔ فوج نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ان کو ہتھیار رکھنے پر مجبور کیا۔ (حسین) ابن علی اور ان کے ساتھیوں میں سے ضدی افراد صرف حصول موت میں کامیابی حاصل کر سکے۔

اسی اثناء میں حُر جس نے حضرت حسین ؓ کو روکا تھا عمر بن سعد سے کہنے لگا: کیا ان کی کسی بات کو نہیں مانے گا۔ عمر نے کہا: اگر میرے اختیار میں ہوتا

تو میں مان لیتا لیکن تمہارا امیر نہیں مانتا۔ اس کے بعد حُر حضرت حسینؓ کے پاس آگیا اور معذرت کرتے ہوئے کہا: مجھے نہیں معلوم تھا کہ نوبت یہاں تک پہنچے گی۔ حُر نے عمر بن سعد سے پھر وہی باتیں کیں۔ عمر نے کہا: میری خواہش بھی یہی ہے۔ اگر ممکن ہوتا تو میں یہی کرتا۔ پھر حُر نے اہلِ کوفہ کو خطاب کیا۔ اس نے کہا: تم نے ان کو بلایا..... اور اب تم ان پر حملہ کر رہے ہو۔ تم نے ان کو آب فرات سے روک دیا حالانکہ یہودی، مجوسی اور نصرانی اس میں سے پانی پی رہے ہیں اور سُوّر اور کتے اس میں لوٹ رہے ہیں۔ اسی اثناء میں دشمن نے تیر برسانے شروع کر دیئے (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۲۶)۔ ابو مخنف کذّاب ہے۔ البدایہ جزء ۸ صفحہ ۱۸۰ پر بھی یہی مضمون ہے لیکن سند نہیں ہے۔

دشمن کی طرف سے یسار اور سالم میدان میں آئے۔ عبداللہ بن عمیر نے انہیں قتل کر دیا۔ عبداللہ بن عمیر کی بیوی بھی لڑنے کے لئے نکلیں۔ حضرت حسینؓ نے انہیں روک دیا۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا عورتوں پر جنگ نہیں ہے (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۲۷) ابو مخنف کذّاب ہے۔

پھر عبداللہ بن جوزہ مقابلہ کے لئے نکلا۔ اس نے کہا: اے حسینؓ، اے حسینؓ، دوزخ مبارک۔ حضرت حسینؓ نے کہا: اے اللہ اسے آگ میں لے جا۔ ابن جوزہ نے حملہ کیا۔ اس کا پاؤں رکاب میں الجھ گیا۔ گھوڑا اُسے لے کر بھاگا۔ ابن جوزہ گھوڑے کی پشت پر سے گر پڑا۔ اس کا سر زمین پر جا پڑا۔ گھوڑا بھاگتا رہا۔ پتھروں سے اس کا سر ٹکراتا رہا، بالآخر وہ مر گیا۔ اس کے بعد گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۲۷ و صفحہ ۳۲۸) ابو مخنف کذّاب ہے۔ البدایہ جزء ۸ صفحہ ۱۸۱ پر بھی یہ روایت ہے لیکن بے سند ہے۔

یزید بن سفیان کہنے لگا واللہ اگر میں حُر کو یہاں سے جاتے دیکھتا تو برچھی لے کر اس کا پیچھا کرتا۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو حُر دشمن پر لگاتار حملے کر رہے تھے۔ یزید بن سفیان نے حُر سے کہا: کیا تم مجھ سے لڑنا چاہتے ہو۔ حُر نے کہا: ہاں۔ حُر نے حملہ کیا اور یزید کو قتل کر دیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۳۰ و صفحہ ۳۳۱) ابو مخنف کذّاب ہے۔

نافع بن ہلال حضرت حسینؓ کی طرف سے لڑ رہے تھے اور یہ کہتے جا رہے تھے میں جملی ہوں، میں علیؓ کے دین پر ہوں۔ ان سے مقابلہ کے لئے مزاحم بن حریث نکلا۔ اس نے کہا میں عثمانؓ کے دین پر ہوں۔ نافع نے کہا: تو شیطان کے دین پر ہے۔ پھر نافع نے حملہ کیا اور اُسے قتل کر دیا۔ اس کے قتل ہو جانے کے بعد عمرو بن الحجاج چلایا: اے احمقو، ایک ایک کر کے نہ لڑو۔ ابن سعد نے اس کی رائے کو پسند کیا اور ایک ایک کر کے لڑنے سے منع کر دیا۔ پھر عمرو بن حجاج مقابلہ کے لئے نکلا۔ اس نے کہا: اے کوفیو، اطاعت اور جماعت سے چمٹے رہو۔ جس نے دین کو چھوڑ دیا اور امام کی مخالفت کی اُس سے لڑو۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا: کیا تو لوگوں کو میرے قتل پر ابھار رہا ہے۔ ہم نے دین کو چھوڑ دیا اور تم دین پر قائم ہو۔ واللہ مرنے کے بعد تم کو معلوم ہو جائے گا۔ پھر عمرو بن الحجاج نے حملہ کیا اور کچھ دیر تک جنگ ہوتی رہی۔ اس جنگ میں مسلم بن عوسجہ انصاری زخمی ہو کر گر گئے۔ حضرت حسینؓ ان کے پاس آئے۔ ان میں ابھی جان باقی تھی۔ حضرت حسینؓ نے کہا: اے مسلم بن عوسجہ تمہارا رب تم پر رحم کرے۔ کچھ دیر بعد مسلم بن عوسجہ کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد شمر نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حملہ کیا۔ حضرت حسینؓ کے ساتھیوں نے انہیں نیزے مارے۔ پھر وہ لوگ حضرت حسینؓ کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے۔ اس حملہ میں کلبی قتل ہو گئے۔ قتل ہونے سے پہلے انہوں نے چار آدمیوں کو قتل کیا۔ حضرت حسینؓ کے ساتھیوں نے شدید حملے کئے اور اہل کوفہ کو شکست دی۔ ابن سعد نے

حصین بن تمیم کے ساتھ تمام زرہ پوشوں اور ۵۰۰ تیر اندازوں کو جنگ کے لئے روانہ کیا۔ ان لوگوں نے تیر برسائے اور حضرت حسینؓ کے ساتھیوں کے گھوڑوں کی ٹانگیں کاٹ دیں۔ وہ سب لوگ پیادہ ہو گئے (طبری جزء ۴ ص ۳۳۱ تا ص ۳۳۲) ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

حُر کا گھوڑا ڈگمگایا اور گرا۔ حُر اس پر سے اس طرح کودے کہ معلوم ہوا کوئی شیر کود پڑا۔ پھر شدید جنگ شروع ہو گئی لیکن ایک ہی رُخ سے، کسی دوسری طرف سے حضرت حسینؓ کے انصار پر حملہ کرنا ممکن نہ ہوا۔ ابن سعد نے پیادوں کو بھیجا کہ دائیں اور بائیں طرف کے خیمے اکھاڑ ڈالیں۔ حضرت حسینؓ کے ساتھیوں نے انہیں قتل کر ڈالا تو ابن سعد نے کہا خیموں میں آگ لگا دو۔ خیموں میں آگ لگا دی گئی۔ اسی اثناء میں کلبی کی بیوی ام وہب اپنے شوہر کی لاش پر آئیں۔ شمر نے رستم نامی غلام سے کہا اس کو لاٹھی مار۔ اس نے لاٹھی ماری۔ سر پھٹ گیا اور وہ مر گئیں۔ پھر شمر نے حضرت حسینؓ کے خیمہ پر حملہ کیا۔ اس نے کہا آگ لاؤ میں اسے جلا دوں۔ عورتیں باہر نکل آئیں۔ حضرت حسینؓ نے کہا: اے ذوالجوشن کے لڑکے تو آگ منگا رہا ہے۔ اللہ تجھ کو جلائے۔ حمید بن مسلم نے شمر سے کہا: ایسی حرکت مناسب نہیں۔ تو چاہتا ہے کہ دو گناہ اپنے سر پر لے۔ آگ میں جلانا اللہ کے لئے مخصوص ہے۔ شبث بن ربعی نے بھی شمر کو ملامت کی۔ اس کو شرم آئی اور واپس ہونے کے لئے پلٹا۔ زہیر بن قین نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور اس کو خیمہ کے پاس سے دور کر دیا اور شمر کے ساتھیوں میں سے ایک شخص ابو عزہ کو قتل کر دیا۔ جنگ جاری رہی۔ دونوں طرف کے آدمی قتل ہوتے رہے۔ ابو ثمامہ عمرو بن عبداللہ الصائدی بھی لڑائی میں شریک تھے۔ انہوں نے دشمن سے کہا: ہمیں اتنی مہلت دو کہ ہم نماز پڑھ لیں۔ حصین بن تمیم نے کہا: تمہاری نماز ہی قبول نہیں ہو گی۔ حبیب بن مظاہر نے اس سے کہا: او گدھے تیری نماز قبول ہو گی۔ حصین نے حملہ کیا۔ حبیب نے اس کے گھوڑے پر تلوار ماری۔ وہ گھوڑے سے گر گیا۔ اس کے ساتھی اسے اٹھا کر لے گئے۔ حصین نے پھر حملہ کیا اور حبیب کو قتل کر دیا۔ حُر بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے کہ دشمن کے پیادوں نے ہجوم کر کے حر کو قتل کر دیا (طبری جزء ۴ ص ۳۳۳ تا ص ۳۳۴) (بدایہ ۱۸۲/۸) ابو مخنف کذاب ہے لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

پھر حضرت حسینؓ نے نماز خوف کے طریقہ پر نماز ظہر ادا کی۔ نماز ظہر کے بعد پھر جنگ شدت سے جاری ہو گئی۔ دشمن حضرت حسینؓ تک پہنچ گئے۔ حنفی آپ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ آخر تیروں کی بوچھاڑ سے وہ گر گئے۔ اسی اثناء میں زہیر بن قین قتل ہو گئے۔ نافع بن ہلال نے دشمن کے بارہ آدمیوں کو قتل کیا۔ ان کے دونوں بازو ٹوٹ گئے۔ وہ گرفتار ہو گئے۔ شمر نے انہیں قتل کر دیا۔ عزرہ کے دونوں فرزند عبداللہ اور عبدالرحمٰن حضرت حسینؓ کے پاس آ گئے اور شمشیر زنی کرتے رہے۔ پھر حنظلہ بن سعد آئے انہوں نے اہلِ کوفہ کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا۔ حضرت حسینؓ نے کہا: اے ابن سعد اللہ تم پر رحم کرے۔ حنظلہ لڑتے لڑتے آخر قتل ہو گئے۔ پھر دو نوجوان سیف بن حارث اور مالک بن عبد نے جنگ کی اور بالآخر قتل ہو گئے۔ اتنے میں عابس اپنے غلام شوذب کے ساتھ آئے۔ دونوں نے جنگ کی اور قتل ہو گئے (طبری جزء ۴ ص ۳۳۴ تا ص ۳۳۸) ابو مخنف کذاب ہے۔

ضحاک بن عبداللہ نے حضرت حسینؓ سے کہا: جب تک میں آپ کی طرف سے کسی کو جنگ کرتے ہوئے دیکھوں گا لڑتا رہوں گا۔ جب دیکھوں گا کہ اب کوئی لڑنے والا نہیں رہا تو میں چلا جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا: چلے جانا۔ پھر حضرت حسینؓ نے کہا: چلے جاؤ۔ ضحاک نے جنگ کی پھر خیمہ سے گھوڑے کو نکالا اور اس پر سوار ہو کر بھاگے۔ پندرہ شخصوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے قریب پہنچ گئے۔ کثیر بن عبداللہ وغیرہ نے ضحاک کو دیکھا تو کہنے لگے یہ تو ہمارا چچازاد بھائی ہے۔ اس پر ہاتھ نہ ڈالنا۔

الغرض کسی نے ان کو قتل نہیں کیا اور وہ بچ گئے۔ (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۲۹) ابو مخنف کذاب ہے۔ یہ اسی کی داستان سرائی ہے۔

یزید بن زیاد پہلے ابن سعد کے لشکر میں تھے پھر یہ حضرت حسینؓ کے لشکر میں آ گئے۔ انہوں نے سو تیر پھینکے جن میں سے ۹۵ ٹھیک نشانے پر بیٹھے۔ بالآخر دشمن نے انہیں قتل کر دیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۴۲) ابو مخنف کذاب ہے۔

پھر حضرت علی اکبر نے دشمنوں پر حملہ کیا۔ انہوں نے کہا: میرا نام علی ہے۔ میں حسینؓ کا بیٹا ہوں۔ دشمنوں نے انہیں گھیر لیا اور تلواریں مار مار کر ان کے جسم کے ٹکڑے کر دئے (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۴۰) ابو مخنف کذاب ہے لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

جب علی اکبر قتل ہوئے تو عورتوں نے چلا چلا کر رونا شروع کیا (مقتل حسینؓ صفحہ ۱۲۸) ابو مخنف کذاب ہے۔

حضرت زینبؓ خیمہ سے باہر نکل آئیں اور آہ و بکا کرتی رہیں حضرت حسینؓ انہیں خیمہ میں لے گئے (مقتل حسینؓ صفحہ ۱۲۹) ابو مخنف کذاب ہے۔

حضرت حسینؓ نے فرمایا: اے فرزند! جن لوگوں نے تجھے قتل کیا اللہ انہیں قتل کرے تیرے بعد دنیا ہیچ ہے۔ ایک خاتون خیمہ سے باہر نکل آئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب طلوع ہو گیا۔ وہ حضرت زینبؓ بنت فاطمہؓ تھیں۔ وہ علی اکبر کی لاش پر گر پڑیں۔ حضرت حسینؓ انہیں خیمہ میں لے گئے۔ اسی اثناء میں عمرو بن صبیح نے مسلم بن عقیلؓ کے فرزند عبداللہ کو تیر مارا۔ انہوں نے دونوں ہاتھوں سے سر کو بچایا۔ تیر ہاتھ کو چھیدتا ہوا پیشانی تک پہنچ گیا۔ ابن صبیح نے دوسرا تیر ان کے قلب پر مارا۔ دشمن نے چاروں طرف سے حملہ کیا۔ عبداللہ بن قطبہ نے عون بن عبداللہ بن جعفر پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا۔ عامر بن نہشل نے عون کے بھائی محمد پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا۔ عثمان بن خالد اور بشر بن سوط نے عبدالرحمٰن بن عقیل کو قتل کر دیا۔ عبداللہ بن عزرہ نے جعفر بن عقیل کو تیر مار کر قتل کر دیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۴۰ و صفحہ ۳۴۱) ابو مخنف کذاب ہے۔

پھر حضرت حسنؓ کے فرزند قاسم مقابلہ کے لئے نکلے ایسا معلوم ہو رہا تھا گویا چاند کا ٹکڑا نکل آیا۔ عمرو بن سعد بن نفیل نے کہا: اسے میں قتل کروں گا اس نے حضرت قاسم پر حملہ کیا اور ان کے سر پر تلوار ماری۔ حضرت قاسم گر پڑے اور چچا چچا کہہ کر حضرت حسینؓ کو بلانے لگے۔ حضرت حسینؓ بہت تیزی کے ساتھ آئے۔ انہوں نے عمرو بن سعد پر حملہ کیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اہل کوفہ کے سوار دوڑے کہ اس کو بچائیں لیکن سواروں نے اسے روند ڈالا اور وہ مر گیا۔ حضرت حسینؓ حضرت قاسم کے سرہانے کھڑے ہوئے تھے۔ حضرت قاسم ایڑیاں رگڑ رہے تھے۔ حضرت حسینؓ فرما رہے تھے اللہ ان لوگوں کو رحمت سے دور رکھے جنہوں نے تمہیں قتل کیا ہے (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۴۱) (البدایہ جزء ۸ صفحہ ۱۸۶) ابو مخنف کذاب ہے۔

کئی آدمیوں نے حضرت حسینؓ پر حملہ کیا، لیکن کسی نے قتل نہیں کیا۔ ہر شخص آتا اور لوٹ جاتا تھا۔ اسی اثناء میں مالک بن نسیر کندی نے حملہ کیا۔ اس نے آپ کے سر پر تلوار ماری۔ تلوار ٹوپی کو کاٹتی ہوئی سر تک پہنچ گئی۔ سر زخمی ہو گیا۔ حضرت حسینؓ نے ٹوپی اتار لی پھر دوسری ٹوپی پہنی اور عمامہ باندھ لیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۴۲) ابو مخنف کذاب ہے۔

حضرت ام کلثومؓ نے کہا: اے بھائی، یہ بچہ تین دن سے پیاسا ہے۔ اس کے لئے پانی مانگئے۔ حضرت حسینؓ نے اسے گود میں لیا اور پانی طلب کیا۔ (مقتل حسینؓ صفحہ ۱۳۰) ابو مخنف کذاب ہے۔

حضرت حسینؓ نے شمر سے پانی مانگا۔ اس نے پانی دینے سے انکار کر دیا (مقتل حسینؓ صفحہ ۱۴۵) ابو مخنف کذاب ہے۔

اسی اثناء میں ایک تیر آیا۔ تیر بچہ کے لگا بچہ کا انتقال ہو گیا (مقتل حسینؓ صفحہ ۱۳۰) ابو مخنف کذاب ہے۔

حضرت حسینؓ کے پاس ان کا بچہ لایا گیا۔ بچّہ کا نام عبداللہ تھا۔ آپ نے اُسے گود میں لے لیا۔ بنی اسد میں سے ایک شخص نے تیر مارا۔ تیر نے اس بچہ کو ذبح کر دیا۔ عبداللہ بن عقبہ نے تیر مار کر ابوبکر بن حسین کو قتل کر دیا۔ عبداللہ بن علی کو ہانی نے قتل کر دیا۔ پھر اس نے جعفر بن علی کو قتل کر دیا۔ عثمان بن علی کو خوَلیؓ بن یزید نے تیر مارا۔ بنی دارم کے ایک شخص نے انہیں قتل کر دیا۔ پھر ایک دارمی شخص نے محمد بن علی کو قتل کر دیا (طبری جزء۴ ص۳۴۲ و ص۳۴۳) ابومخنف کذّاب ہے۔

حضرت حسینؓ کو پیاس لگی۔ آپ پانی کی طرف آئے۔ حسین بن تمیم نے تیر مارا۔ تیر آپ کے دہانہ پر لگا۔ پھر شمر آپ کے اور خیمے کے درمیان حائل ہو گیا۔ حضرت حسینؓ نے کہا: اگر تمہارا کوئی دین نہیں ہے اور نہ تمہیں روزِ قیامت کا خوف ہے تو دنیا کے کام میں تو اچھے لوگوں کا طریقہ اختیار کرو۔ میرے خیمہ کو اور میرے اہل کو نالائقوں اور جاہلوں سے بچاؤ۔ شمر نے کہا: اے ابن فاطمہؓ، تمہاری یہ بات مان لی (طبری جزء۴ ص۳۴۴) ابومخنف کذّاب ہے۔

حضرت حسینؓ کو پیاس لگی۔ انہوں نے پانی مانگا۔ (ایک پیالے میں انہیں پانی دیا گیا)۔ جب انہوں نے پیالے کو منہ سے لگایا تو حصین نے ایک تیر مارا۔ تیر حضرت حسینؓ کے منہ میں داخل ہو گیا۔ آپ پانی نہ پی سکے۔ آپ نے پیالے کو رکھ دیا (اخبار الطوال دینوری ص۲۵۵) بے سند ہے۔

خیمہ کے اندر سے ایک خاتون نے حضرت حسینؓ کو پانی کا پیالہ پیش کیا۔ پیالہ مشکل ہی سے منہ تک پہنچا ہو گا کہ آپ کے رخسار پر ایک تیر آ کر لگا (تاریخ امیر علی انگریزی ص۸۶) بے حوالہ اور بے سند ہے۔

پھر شمر نے حضرت حسینؓ پر حملہ کیا۔ جب حضرت حسینؓ حملہ کرتے تو سب بھاگ جاتے۔ اس کے بعد دشمنوں نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ یہ دیکھ کر ایک لڑکا خیمہ سے نکلا، حضرت حسینؓ کے پاس آیا اور آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ بحر بن کعب نے حضرت حسینؓ پر وار کیا۔ لڑکے نے اس کی تلوار کو اپنے ہاتھ سے روکا۔ لڑکے کا ہاتھ کٹ گیا۔ بچہ اماں اماں کہہ کر چلایا۔ حضرت حسینؓ نے اسے اپنے سینہ سے چمٹا لیا (طبری جزء۴ ص۳۴۴) ابومخنف کذّاب ہے۔

حضرت حسینؓ بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے۔ آپ جدھر حملہ کرتے دشمن منتشر ہو جاتے۔ اسی اثناء میں ان کی بہن زینبؓ باہر نکل آئیں۔ عبداللہ بن عمار کہتا ہے ان کے کان کے بندے اب تک میری نگاہ میں ہیں۔ عمر بن سعد حضرت حسینؓ کے پاس آیا۔ حضرت زینبؓ نے اس سے کہا: اے ابن سعد، حسینؓ قتل ہو رہے ہیں اور تو دیکھ رہا ہے۔ ابن سعد کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے پھر اس نے حضرت زینبؓ کی طرف سے منہ پھیر لیا (طبری جزء۴ ص۳۴۵) ابومخنف کذّاب ہے۔

حضرت حسینؓ پر حملے ہو رہے تھے۔ ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا آدمی قتل کرے۔ شمر نے پکار کر کہا: اب کیا انتظار ہے۔ تمہاری مائیں تم کو روئیں۔ انہیں قتل کر دو۔ الغرض ہر طرف سے آپ پر حملہ ہوا۔ زرعہ بن شریک نے تلوار کا وار کیا۔ تلوار آپ کی ہتھیلی پر لگی۔ سنان بن انس نے آپ کے برچھی ماری۔ آپ گر پڑے تو سنان نے خوَلی سے کہا: سر کاٹ لے۔ خوَلی نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا لیکن وہ کاٹ نہ سکا۔ (طبری جزء۴ ص۳۴۶) ابومخنف کذّاب ہے۔

حضرت حسین بے ہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا تو لڑنے کے لئے اٹھنا چاہا لیکن نہ اٹھ سکے۔ پھر خوب روئے اور کہا: اے میرے نانا، اے محمد، اے میرے باپ، اے علی، اے بھائی، اے حسن، ...... میں مظلوم قتل ہو رہا ہوں (مقتل حسینؓ ص۱۴۱) ابومخنف کذّاب ہے۔

عراق کے ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ حالت احرام میں مکھی مارنے کا کیا کفارہ ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا: اہلِ عراق مکھی مارنے کا کفارہ پوچھتے ہیں حالانکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو قتل کیا (اُس وقت کفارہ نہیں پوچھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: یہ دونوں (حسنؓ و حسینؓ) دنیا میں میرے دو پھول ہیں (صحیح بخاری کتاب الفضائل باب مناقب الحسنؓ والحسینؓ)

---

جب خَوَلی حضرت حسینؓ کا سر نہ کاٹ سکا تو سنان نے خَوَلی کو بد دعاء دی اور اتر کر حضرت حسینؓ کا سر کاٹ ڈالا (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۴۶) ابومخنف کذاب ہے۔

حضرت حسینؓ اور آپ کے تمام انصار قتل ہو گئے۔ ان میں دس سے زیادہ نوجوانانِ اہل بیت تھے۔ حضرت حسینؓ کو بنی مذحج کے ایک شخص نے قتل کیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۹۳) سند میں ایک راوی زکریا ابن یحییٰ ہے۔ وہ کچھ نہیں (میزان الاعتدال جزء ۲ صفحہ ۷۵) دوسرا راوی خالد بن یزید ضعیف ہے (کامل ابن عدی جزء ۳ صفحہ ۸۸۵) خالد قوی نہیں۔ اس کی احادیث کا نہ سنداً کوئی متابع ہے اور نہ متناً (لسان المیزان جزء ۲ صفحہ ۳۹۱)

شمر نے حضرت حسینؓ کو ذبح کر دیا اور سر علیحدہ کر دیا۔ حضرت حسینؓ چیختے رہے واخمداہ، واعلیاہ، واحسناہ، واجعفراہ، واحمزتاہ، واعقیلاہ، واعباساہ، واقتیلاہ، واناصراہ، واغربتاہ (مقتل حسین صفحہ ۱۴۷) ابومخنف کذاب ہے۔

حضرت حسینؓ پیر کے دن قتل ہوئے (مقتل حسین صفحہ ۱۴۷) ابومخنف کذاب ہے۔

حضرت حسینؓ نے ایک ہزار پانچ سو سواروں کو قتل کیا (مقتل حسینؓ صفحہ ۱۳۴) ابومخنف کذاب ہے۔

حضرت حسینؓ کا سامان لوٹ لیا گیا۔ بحر بن کعب نے پاجامہ لے لیا۔ قیس بن الاشعث نے چادر لے لی۔ بنی اشہل کے ایک شخص نے تلوار لے لی۔ بنی اود کے ایک شخص نے جوتیاں لے لیں۔ حضرت حسینؓ کی خواتین کی پیٹھوں پر سے کپڑے اتار کر لے گئے (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۴۶) ابومخنف کذاب ہے۔

بحر بن کعب نے حضرت حسینؓ کا پاجامہ اتار کر آپ کو برہنہ کر دیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۴۵) (مقتل حسینؓ صفحہ ۱۴۷) ابومخنف کذاب ہے۔

حضرت سکینہ نے اپنا دوپٹہ پھاڑ دیا اور اس طرح کہتی رہیں وا ابتاہ واحسیناہ ..... مقتل حسین صفحہ ۱۴۹) ابومخنف کذاب ہے۔

حضرت ام کلثومؓ نے بھی اپنا دوپٹہ پھاڑ ڈالا۔ باقی عورتوں نے بھی اپنے گریبان پھاڑ دیئے اور اپنے رخساروں پر طمانچے مارے اور کہا وامحمداہ واعلیاہ واحسناہ (مقتل حسینؓ صفحہ ۱۵۱) ابومخنف کذاب ہے۔

سوید بن عمرو زخمی ہو گئے تھے لیکن ابھی زندہ تھے اور لاشوں کے درمیان پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے سنا کہ حضرت حسینؓ شہید ہو گئے۔ ان کو کچھ افاقہ ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی تلوار تو کوئی لے گیا لیکن چھری موجود ہے۔ وہ اس چھری کے ذریعہ لڑتے رہے یہاں تک کہ قتل ہو گئے۔ (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۴۶) ابومخنف کذاب ہے۔

حمید بن مسلم کہتا ہے میں علی اصغر بن حسینؓ کے پاس پہنچا۔ وہ لیٹے ہوئے تھے اور بیمار تھے۔ شمر نے کہا کیا انہیں قتل نہ کریں۔ میں نے کہا: بچوں کو قتل نہیں کرنا چاہیئے۔ ابن سعد نے کہا: عورتوں کے خیمہ میں ہرگز کوئی داخل نہ ہو اور اس بیمار لڑکے سے کوئی تعرض نہ کرے اور جس نے ان لوگوں کا اسباب لوٹا ہے وہ واپس کر دے لیکن کسی نے واپس نہیں کیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۴۷) ابومخنف کذاب ہے۔

عمر ابن سعد نے اعلان کیا: کون حسینؓ کے جسم کو پامال کرے گا۔ یہ اعلان سن کر دس آدمی نکلے۔ ان لوگوں نے اپنے گھوڑوں سے حضرت حسینؓ کو روند ڈالا اور ان کی پیٹھ اور پیٹ کو چورا کر دیا۔ حضرت حسینؓ کے ۷۲ ساتھی قتل ہوئے۔ قتل ہونے کے

حضرت حسینؓ کا سر عبیداللہ بن زیاد کے پاس لایا گیا۔ اس کو ایک طشت میں رکھا گیا۔ عبیداللہ بن زیاد ان (کے ہونٹ) کو کریدنے لگا اور ان کے حسن کے متعلق کچھ کہا۔ حضرت انسؓ نے فرمایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ (صحیح بخاری کتاب الفضائل باب مناقب الحسنؓ والحسینؓ)

---

ایک دن بعد غامریہ کے لوگوں نے ان کو دفن کیا۔ ابن سعد کے ساتھیوں میں سے ۸۸ آدمی قتل ہوئے۔ ابن سعد نے حضرت حسینؓ کے سر کو خولی کے ہاتھ ابن زیاد کے پاس بھیج دیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۴۸) ابومخنف کذاب ہے۔

خولی رات کو کوفہ پہنچا۔ قصر کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ اس نے سر مبارک کو اپنے گھر لے جاکر رکھ دیا۔ رات بھر آسمان سے نور کا ایک ستون سر تک قائم رہا اور سفید پرندے اس کے گرد اڑتے رہے (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۴۸) ہشام کذاب ہے۔

عمر بن سعد نے حضرت حسینؓ کی خواتین کو اونٹ پر پردہ دار محمل میں بٹھا کر روانہ کیا (اخبار الطوال للدینوری صفحہ ۲۵۹) بے سند و بے حوالہ ہے۔

حضرت حسینؓ کی خواتین کو کوفہ روانہ کیا گیا۔ جب وہ لاشوں کے پاس سے گذریں تو رونے لگیں۔ انہوں نے چہروں پر طمانچے مارے۔ قرہ بن قیس کہتا ہے میں ان عورتوں کے قریب گیا۔ میں نے دیکھا وہ بہت حسین تھیں۔ حضرت زینبؓ بنت فاطمہ کہہ رہی تھیں یا محمداہ یا محمداہ آپ کی بیٹیاں قیدی بنائی گئیں، آپ کی اولاد قتل ہو گئی۔ یہ سن کر دوست دشمن سب رو دیئے۔ لاشوں کے سر جدا کیے گئے اور ابن زیاد کے پاس بھیج دیئے گئے (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۴۸) ابومخنف کذاب ہے۔

جب حضرت حسینؓ کی بہنیں وغیرہ کوفہ میں داخل ہوئیں تو کوفہ کی عورتیں باہر نکل آئیں اور چیخیں مار مار کر رونے لگیں۔ حضرت علی بن حسین نے کہا: یہ ہم پر رو رہی ہیں تو ہمیں قتل کس نے کیا؟ (تاریخ احمد بن ابی یعقوب المعروف بہ تاریخ الیعقوبی جلد ۲ صفحہ ۲۴۵) نہ حوالہ ہے اور نہ سند ہے۔ الغرض یہ روایت جھوٹی ہے۔

حضرت حسینؓ کے سر کو جب ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا تو وہ لکڑی کے اشارہ سے کہنے لگا: ابوعبداللہ (یعنی حضرت حسینؓ) کے بال کھچڑی ہو گئے تھے۔ جب حضرت حسینؓ کے اہل وعیال لائے گئے تو ابن زیاد نے ان کو ایک علیحدہ مکان میں اتارا اور ان کے کھانے اور لباس وغیرہ کا انتظام کیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۹۶) ایک سند میں حصین سے آگے سند غائب ہے۔ دوسری سند میں محمد بن عمار رازی مجہول ہے۔

حضرت حسینؓ کے سر کے ساتھ ان کے بچے، ان کی بہنیں وغیرہ ابن زیاد کے پاس پہنچیں۔ حضرت زینبؓ بنت فاطمہؓ بہت معمولی لباس میں تھیں۔ ابن زیاد سے حضرت زینبؓ کی بڑی تلخ گفتگو ہوئی۔ ابن زیاد بہت زیادہ غضبناک ہو گیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۴۹) ابومخنف کذاب ہے۔

علی بن حسینؓ بالغ ہو چکے تھے۔ ابن زیاد نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ حضرت زینبؓ ان سے لپٹ گئیں اور کہنے لگیں ہمارے خون سے تیرا پیٹ نہیں بھرا۔ اگر تو انہیں قتل کرتا ہے تو ساتھ میں مجھے بھی قتل کر دے۔ ابن زیاد کافی دیر تک حضرت زینبؓ کو دیکھتا رہا پھر کہنے لگا: لڑکے کو چھوڑ دو (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۵) ابومخنف کذاب ہے۔

عبیداللہ بن زیاد کو حضرت زینبؓ پر ترس آ گیا اور اس لڑکے کو چھوڑ دیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۲۹۳) راوی زکریا کچھ نہیں (میزان الاعتدال جزء ۲ صفحہ ۷۵) خالد بن یزید ضعیف ہے (کامل ابن عدی جزء ۳ صفحہ ۸۸۵) ابوجعفر تک ادھر سند نہیں لہذا یہ روایت باطل ہے۔

حضرت حسینؓ کے سر کو تمام شہر میں پھرایا گیا پھر ایک جگہ نصب کر دیا گیا۔ پھر زحر بن قیس کے ہمراہ ان کا سر اور ان کے ساتھیوں کے سروں کو یزید کے پاس روانہ کر دیا گیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۵۱) ابومخنف کذاب ہے۔

عبیداللہ بن زیاد نے ان سب کو یزید کے پاس بھیج دیا۔ جب وہ یزید کے پاس پہنچے تو لوگوں نے یزید کو فتح کی مبارک باد دی

---

پھر یزید نے حضرت حسینؓ کے اہل وعیال کو اپنے اہل وعیال کے پاس بھیج دیا (طبری جزء ۴ ص ۲۹۲) راوی زکریا کوئی چیز نہیں (میزان الاعتدال جزء ۲ ص ۸۲) دوسرا راوی خالد بن یزید ضعیف ہے (ابن عدی کامل جزء ۳ ص ۸۸۵) ابوجعفر سے اوپر سند نہیں ہے۔

یہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ حضرت حسینؓ کو بنو مذحج کے ایک شخص نے قتل کیا تھا۔ ابن زیاد نے اس شخص کے ساتھ حضرت حسینؓ کے سر کو امیر یزید کے پاس روانہ کر دیا۔ اس نے حضرت حسینؓ کے سر کو امیر یزید کے سامنے رکھ دیا۔ یزید اپنی چھڑی سے حضرت حسینؓ کے دہانہ کو کریدتا رہا۔ حضرت ابو برزہ اسلمیؓ نے یزید سے کہا: اپنی چھڑی کو ہٹا۔ اللہ کی قسم میں نے بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسینؓ کے دہانہ کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے (طبری جزء ۴ ص ۲۹۳) سند میں ایک راوی زکریا بن یحییٰ ہے۔ وہ کچھ نہیں۔ (میزان الاعتدال جزء ۲ ص ۶۵) دوسرا راوی خالد بن یزید ضعیف ہے (کامل ابن عدی جزء ۳ ص ۸۸۹) خالد قوی نہیں۔ اس کی احادیث کا نہ سنداً کوئی متابع ہے اور نہ متناً (لسان المیزان جزء ۲ ص ۳۹۱)

یزید نے لوگوں کو محل میں آنے کا اذن دیا۔ یزید حضرت حسینؓ کے دانتوں کو اپنی چھڑی سے کریدنے لگا۔ اس نے کہا ہماری تلواریں اپنے ہی پیاروں کے سر اڑا دیتی ہیں، وہ بھی تو بڑے نافرمان اور بڑے ظالم تھے۔ حضرت ابو برزہ اسلمیؓ نے فرمایا: اے یزید تو اپنی چھڑی سے حسینؓ کے دانت کو کرید رہا ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیار کرتے تھے۔ قیامت کے دن تو آئے گا تو تیرا شفیع ابن زیاد ہوگا۔ حضرت حسینؓ آئیں گے تو ان کے شفیع محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونگے۔ یہ کہہ کر حضرت ابو برزہ اسلمیؓ چلے آئے (طبری جزء ۴ ص ۳۵۶) ابو مخنف کذاب ہے۔

جب اہل دمشق کو حضرت حسینؓ کے قتل کی خبر پہنچی تو بازار بند ہو گئے اور لوگ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا نشہ میں ہیں۔ ایک شخص نے کہا: اے خلیفہ اللہ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کرے۔ یزید نے کہا: کس وجہ سے؟ اس نے کہا حسینؓ کے سر سے۔ یزید نے کہا اللہ تیری آنکھیں ٹھنڈی نہ کرے۔ یزید کے حکم سے وہ شخص قید کر دیا گیا۔ یزید نے حکم دیا کہ ایک سو بیس جھنڈوں سے حضرت حسینؓ کے سر کا استقبال کیا جائے۔ ۱۸ سر لائے گئے اور بے زین کی سواریوں پر قیدیوں کو لایا گیا۔ حضرت حسینؓ کا سر شمر کے ہاتھ میں تھا۔ وہ کہتا جا رہا تھا میں طویل نیزے والا ہوں، میں اصلی دین والے کا قاتل ہوں، میں نے وصیین کے سردار کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور اس کے سر کو امیر المؤمنین کے پاس لے کر آیا ہوں (مقتل حسینؓ ص ۱۹۴) ابو مخنف کذاب ہے۔

زحر جب یزید کے سامنے گیا تو امیر یزید نے پوچھا: تیری خرابی تیرے پیچھے یعنی کوفہ کا کیا حال ہے اور تو کیا خبر لے کر آیا ہے۔ زحر نے کہا: میں آپ کو فتح و نصرت کی خوشخبری دیتا ہوں۔ حسینؓ اہل بیت کے ۱۸ اشخاص اور ساٹھ شیعوں کے ساتھ کوفے آئے۔ ہم نے ان سے کہا: آپ اطاعت کریں یا قتال کے لئے تیار ہو جائیں۔ انہوں نے قتال کو پسند کیا۔ ہم نے سورج نکلتے ہی ان پر حملہ کر دیا اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ جب ہماری تلواریں ان کے سروں تک پہنچیں تو بھاگنے لگے۔ انہیں کہیں پناہ نہیں ملی۔ وہ ٹیلوں اور غاروں میں ہم سے اس طرح جان بچاتے پھرتے تھے جس طرح کبوتر باز سے چھپتے پھرتے ہیں۔ ہم نے بہت جلد ان سب کو قتل کر دیا۔ اب ان کی لاشیں برہنہ پڑی ہیں۔ ان کے کپڑے خون آلود ہیں، ان کے رخساروں پر گرد و غبار پڑا ہوا ہے۔ یہ سن کر امیر یزید کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ امیر یزید نے کہا: میں تمہاری اطاعت سے اس وقت خوش ہوتا جب تم نے حسین کو قتل نہ کیا ہوتا۔ اللہ ابن سمیہ پر لعنت کرے۔ اگر حسین کا معاملہ میرے پاس پہنچتا تو میں ان کو معاف کر دیتا۔ اللہ حسینؓ پر رحمت نازل کرے (طبری جزء ۴ ص ۳۵۱ و ص ۳۵۰) ابو مخنف کذاب ہے۔

---

ابن زیاد نے حضرت حسینؓ کی خواتین کو بھی محفرؔ کے ساتھ دمشق روانہ کر دیا۔ علی بن حسینؓ کے متعلق حکم دیا کہ انہیں گردن تک طوق پہنا دیا جائے۔ جب یہ لوگ یزید کے دروازے پر پہنچے تو محفرؔ نے پکار کر کہا: محفرؔ ملامت زدہ فاجروں کے ساتھ امیر المؤمنین کے پاس حاضر ہوا ہے۔ امیر یزید نے جواب دیا: ام محفرؔ نے جو بچہ جنا ہے وہی سب سے زیادہ ملامت زدہ اور سب سے بدتر ہے (طبری جزء ۴ ص ۳۵۲) ابو مخنف کذاب ہے۔

دمشق پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسیوں نے جو پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس تھیں یزید کے محل کے نیچے بیٹھ کر عرب عورتوں کے مخصوص انداز میں نوحہ خوانی کی (تاریخ امیر علی انگریزی ص ۸۳) بے حوالہ اور بے سند ہے۔

جب اہل کوفہ حضرت حسینؓ کے سر کو لے کر آئے اور دمشق کی مسجد میں داخل ہوئے تو مروان نے پوچھا: تم نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا یہ ۱۸ مرد ہم پر وارد ہوئے۔ ہم نے ان کو قتل کر دیا۔ یہ ان کے سر ہیں اور یہ قیدی ہیں۔ یہ سنتے ہی مروان وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔ پھر ان کے بھائی یحییٰ آئے۔ انہوں نے بھی وہی سوال کیا۔ اہل کوفہ نے پھر وہی جواب دیا۔ یحییٰ نے کہا: تم قیامت کے دن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دور کر دیئے جاؤ گے۔ میں اب کسی کام میں تمہارا ساتھ نہیں دوں گا۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ پھر وہ کوفی امیر یزید کے پاس گئے اور حضرت حسینؓ کے سر کو یزید کے سامنے رکھ دیا اور سارا واقعہ سنایا (تاریخ طبری جزء ۴ ص ۳۵۶) ابو مخنف کذاب ہے۔

امیر یزید نے جب حضرت حسینؓ کے سر کو دیکھا تو اسے رونا آ گیا۔ اس نے ابن زیاد کو برا بھلا کہا۔ اس نے کہا: اے پسر سمیہ میں نے یہ حکم کب دیا تھا کہ حسینؓ بن علیؓ کو قتل کر دینا (تاریخ اسلام محمد اکبر شاہ جلد ۲ ص ۷۵) بے حوالہ اور بے سند ہے۔

جب حضرت حسینؓ کا سر یزید کے سامنے رکھا گیا تو یزید رونے لگا اس نے کہا اگر ابن زیاد کا حسینؓ سے رشتہ ہوتا تو ایسا نہ کرتا۔ حصین کہتا ہے دو مہینہ تک صبح کے وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دیواریں خون سے سرخ ہو گئی ہیں (طبری جزء ۴ ص ۲۹۶) محمد بن عمار رازی کا حال نہیں ملتا لہٰذا یہ روایت جھوٹی ہے۔

شمر جب حضرت حسینؓ کے سر کو لے کر یزید کے پاس پہنچا تو اس نے کہا: میرے اونٹوں کو چاندی یا سونے سے بھر دے۔ میں نے عیوب سے پاک سردار کو قتل کیا ہے۔ میں نے ماں اور باپ کے لحاظ سے لوگوں میں سب سے بہتر کو قتل کیا ہے۔ یزید نے غصہ سے اس کی طرف دیکھا۔ یزید نے کہا جب تو جانتا تھا کہ وہ ماں باپ کے لحاظ سے بہترین شخص تھے تو تو نے انہیں کیوں قتل کیا۔ اللہ تیرے اونٹوں کو آگ اور لکڑی سے بھرے۔ شمر نے کہا: آپ سے انعام لینے کے لئے قتل کیا۔ یزید نے اپنی تلوار سے اس کو مارا اور کہا: میرے پاس تیرے لئے کوئی انعام نہیں۔ شمر نے پیٹھ موڑی اور بھاگ گیا (مقتل حسینؓ ص ۲۰۱ و ص ۲۰۲) ابو مخنف کذاب ہے۔

یزید نے حضرت ام کلثومؓ سے کہا: اے ام کلثوم: تم نے دیکھا میں نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ حضرت ام کلثومؓ نے کہا: یہ تمہاری بیویاں اور لونڈیاں پردوں کے پیچھے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں اونٹوں پر بغیر پردے کے سوار ہیں اور ہر نیک اور بد انہیں دیکھ رہا ہے۔ یزید نے ان کی طرف غصہ سے دیکھا ...... پھر یزید نے حضرت علی بن حسینؓ سے کہا: آپ ہی وہ شخص ہیں جن کے باپ نے خلیفہ بننا چاہا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ان پر قابو دیا اور تمہیں قیدی بنایا۔ تمہیں قریب اور بعید، آزاد اور غلام سب دیکھ رہے ہیں۔ نہ تمہارا کوئی مددگار ہے اور نہ کفیل ہے۔ حضرت علی بن حسین نے کہا: خلافت کا میرے باپ سے زیادہ کون حقدار تھا۔ اے یزید وہ تیرے نبی کی بیٹی کے بیٹے تھے۔ اللہ اترانے والے، تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ یزید کو

غصہ آگیا۔ اس نے ان کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ حضرت علی بن حسینؓ رونے لگے۔ عورتیں چلائیں اور رونے لگیں۔ انہوں نے کہا تونے ہمارے خونوں سے زمین کو سیراب کر دیا، اب اس بچے کے علاوہ کوئی باقی نہیں بچا۔ یزید لوگوں کے غصہ سے ڈر گیا اور حضرت علی بن حسینؓ کو چھوڑ دیا (مقتل حسینؓ ص۲۰۸ تا ص۲۱۲) ابو مخنف کذاب ہے۔

یزید نے ایک شخص کو حکم دیا: منبر پر چڑھ اور حسینؓ کو برا بھلا کہہ۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ حضرت علی بن حسینؓ نے اللہ کا واسطہ دے کر اس سے کہا کہ مجھے بھی کچھ کہہ لینے دے۔ اس نے کہا: اچھا۔ حضرت علی بن حسینؓ منبر پر چڑھے اور بڑا فصیح وبلیغ خطبہ دیا اور اپنے خاندانی شرافت کا بیان کیا۔ جب لوگوں نے ان کا کلام سنا تو بہت روئے۔ یزید کو فتنے کا اندیشہ ہوا تو اس نے مؤذن کو حکم دیا کہ ان کی تقریر کو ختم کر دے۔ مؤذن نے اذان دینا شروع کی۔ جب اس نے کہا اشھد ان محمدا رسول اللہ تو حضرت علی بن حسینؓ روئے اور کہا: اے یزید اللہ کے واسطے بتا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے نانا ہیں یا تیرے۔ یزید نے کہا: تمہارے۔ حضرت علی بن حسینؓ نے کہا تو پھر تونے ان کے اہل بیت کو کیوں قتل کیا۔ یزید نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ اپنے گھر میں داخل ہوگیا اور کہا: مجھے نماز کی کوئی ضرورت نہیں (مقتل حسینؓ ص۲۱۴ تا ص۲۱۶) ابو مخنف کذاب ہے)

حضرت علی بن حسینؓ نے پھر تقریر شروع کر دی۔ یزید نے اس شخص سے کہا جس نے انہیں منبر پر چڑھنے کی اجازت دی تھی کیا تو میری سلطنت کا زوال چاہتا ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ ایسی تقریر کریں گے۔ یزید نے کہا: تجھے نہیں معلوم کہ یہ اہل بیتِ نبوی اور رسالت کی کان کے ایک فرد ہیں۔ مؤذن نے کہا: جب یہ بات ہے تو تونے ان کے باپ کو کیوں قتل کرایا۔ یزید نے مؤذن کے قتل کا حکم دیا (مقتل حسینؓ ص۲۱۸) ابو مخنف کذاب ہے۔

یزید کی بیوی کو جب معلوم ہوا کہ حضرت حسینؓ شہید کر دیئے گئے تو وہ چادر اوڑھ کر باہر آئی۔ اس نے پوچھا اے امیر المؤمنین، یہ حسینؓ کا سر ہے۔ یزید نے کہا: ہاں۔ پھر یزید نے کہا: اے ہند، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے بیٹے فخر قریش کی موت پر نوحہ کر۔ ابن زیاد نے جلدی کی اور انہیں قتل کر دیا۔ اللہ اسے قتل کرے (طبری جزء ۴ ص۳۵۶) ابو مخنف کذاب ہے۔

یزید کی بیوی ہند نے یزید سے کہا: یہ تونے ایسا کام کیا ہے کہ تونے اللہ اور اس کے رسول کی لعنت کو اپنے اوپر واجب کر لیا ہے۔ اب نہ میں تیری زوجہ اور نہ تو میرا شوہر۔ اے یزید، تیری خرابی۔ تو کس منہ سے اللہ اور اس کے رسول سے ملاقات کرے گا۔ یزید نے کہا: اے ہند، اب بات ختم کر۔ میں نے ان کے قتل کو پسند نہیں کیا۔ ہند روتی ہوئی باہر نکل گئی (مقتلِ حسینؓ ص۲۰۰ و ص۲۰۱) ابو مخنف کذاب ہے۔

جب حضرت حسینؓ کے گھر والے یزید کے گھر میں لائے گئے تو یزید کے گھر میں کوئی عورت ایسی نہیں تھی جو ان کے پاس نہ آئی ہو اور ماتم میں شریک نہ ہوئی ہو۔ یزید نے ان لوگوں سے دریافت کیا: تمہاری کیا کیا چیزیں لوٹی گئیں۔ انہوں نے جو کچھ بتایا یزید نے اس سے زیادہ انہیں دیا۔ حضرت سکینہ کہتی ہیں میں نے کسی کافر کو یزید سے بہتر نہیں دیکھا (طبری جزء ۴ ص۳۵۵) ہشام کذاب ہے۔

یزید کے دربار میں علی بن حسینؓ، حضرت حسینؓ کے بچے اور ان کی عورتوں کو لایا گیا۔ اشراف اہل شام نے یہ منظر دیکھا۔ یزید نے علی بن حسینؓ سے کہا: تمہارے والد نے قطع رحمی کی، میرے حق کو نہ پہچانا اور مجھ سے میری سلطنت کو چھیننا چاہا تو اللہ نے ان کے ساتھ وہ کیا جو تم نے دیکھا۔ حضرت علی بن حسینؓ نے کہا: یہ سب تقدیری امور ہیں۔ پھر یزید نے خواتین اور بچوں کو اپنے سامنے بٹھایا۔ یزید نے کہا: اللہ ابن مرجانہ کا برا کرے اگر اس کے اور تمہارے درمیان قرابت ہوتی تو ایسا نہ کرتا اور نہ اس حالت میں تم کو بھیجتا (طبری

---

جز ۴ صفحہ ۳۵۲) (البدایہ ۸/۱۹۴) ابومخنف کذاب ہے۔

جب یزید کے سامنے ان عورتوں کو بٹھایا گیا تو یزید ان پر مہربان ہوگیا۔ اُن کے لئے کسی خاص چیز کا حکم دیا اور ان پر لطف و کرم کیا۔ ایک شامی شخص یزید کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ فاطمہ بنت علی مجھے دے دیجئے۔ فاطمہ کمسن تھیں، وہ ڈر گئیں۔ حضرت زینبؓ نے کہا تو نے غلط کہا۔ اللہ کی قسم نہ تیرے لئے یہ ہوسکتا ہے اور نہ یزید کے لئے۔ یزید کو غصہ آگیا۔ یزید نے کہا میں چاہوں تو ایسا کرسکتا ہوں۔ حضرت زینبؓ نے کہا واللہ ایسا نہیں ہوسکتا۔ دونوں میں تلخ کلامی ہوئی۔ حضرت زینب نے کہا تو اپنی حکومت سے ہمیں دباتا ہے۔ یزید کو شرم آگئی اور بات ختم کردی۔ اس شامی شخص نے یزید سے پھر وہی سوال کیا۔ یزید نے کہا: دور ہو جا، اللہ تجھے موت دے (طبری جز ۴ صفحہ ۳۵۳) (البدایہ جز ۸ صفحہ ۱۹۵) ابومخنف کذاب ہے۔

یزید نے حکم دیا کہ ان سب کو علیحدہ مکان میں اتارا جائے۔ پھر وہ تمام خواتین یزید کے گھر میں داخل ہوئیں تو آلِ معاویہ میں سے کوئی عورت ایسی نہیں تھی جو حضرت حسینؓ کے لئے روتی ہوئی اور نوحہ کرتی ہوئی نہ آئی ہو۔ یزید صبح و شام حضرت علی بن حسینؓ کو کھانے کے وقت بلا لیا کرتا تھا۔ (طبری جز ۴ صفحہ ۳۵۳) (البدایہ جز ۸ صفحہ ۱۹۵) البدایہ میں عمر بن حسینؓ کو بھی کھانے کے وقت بلانے کا ذکر ہے۔ راوی ابومخنف کذاب ہے۔

جب حضرت حسینؓ کی شہادت کی خبر مدینہ پہنچی تو عقیل بن ابی طالب کی صاحبزادی اپنی عورتوں کے ساتھ نکلیں۔ ان کا چہرہ کھلا ہوا تھا وہ کہہ رہی تھیں لوگو، تم نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیا جواب دوگے جب وہ یہ پوچھیں گے۔ تم آخرالامم تھے تم نے میری عترت اور میرے اہلِ بیت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ ان میں سے کچھ اسیر ہیں اور کچھ خون آلودہ ہیں (طبری جز ۴ صفحہ ۳۵۷) ابومخنف کذاب ہے۔

یزید نے حضرت حسینؓ کے اہلِ بیت کو بلایا۔ معذرت کی اور کہا: تمہیں میرے پاس رہنا پسند ہے یا مدینہ جانا۔ انہوں نے کہا ہم چند دن حسینؓ پر ماتم کریں گے اور پھر مدینہ چلے جائیں گے۔ یزید نے ان کے لئے گھر کا حکم دیا اور ماتم کے لئے جملہ چیزیں مہیا کیں۔ عورتوں نے حضرت حسین پر نوحہ و ماتم کیا۔ دمشق کی تمام قریشی عورتوں نے سیاہ کپڑے پہنے اور سات دن تک روتی رہیں۔ جب آٹھواں دن ہوا تو یزید نے انہیں پھر اختیار دیا کہ وہ اس کے پاس رہیں یا مدینہ چلی جائیں۔ انہوں نے مدینہ جانا پسند کیا۔ یزید نے ان کے لئے محملوں اور ریشمی فرش کا انتظام کیا اور بہت سامال ان کو دیا۔ زیورات اور پوشاکیں دیں اور اونٹوں پر سوار کرایا۔ ایک قائد اور پانچ سو سوار ان کے ساتھ کئے۔ قائد ان کے ساتھ کبھی آگے اور کبھی پیچھے چلتا رہا اور ان کے ساتھ حسن سلوک، خیرخواہی اور خدمت کرتا رہا۔ ان لوگوں نے قائد سے کہا: ہمیں کربلا کے راستے سے لے چلو۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اہلِ بیت وہاں اترے۔ انہوں نے اپنے گریبان پھاڑ دئے۔ بال بکھیر دئے اور چند دن تک اپنے رنج و غم کا اظہار کیا۔ پھر مدینہ منورہ روانہ ہوگئے۔ جب یہ لوگ مدینہ پہنچے تو تمام پردہ نشین لڑکیاں اپنے پردہ سے باہر نکل آئیں۔ لوگوں نے سیاہ کپڑے پہن لئے۔ پندرہ دن مردوں اور عورتوں نے نوحہ و ماتم کیا (مقتل حسینؓ صفحہ ۲۲۰ تا صفحہ ۲۲۶ مختصراً ملخصاً) ابومخنف کذاب ہے۔

جس روز حضرت حسینؓ قتل ہوئے اس روز صبح کو مدینہ میں یہ آواز سنائی دی۔ حسینؓ کے قاتلو تم کو عذاب مبارک۔ تمام اہلِ آسمان، انبیاء اور ملائکہ تم پر بددعا کر رہے ہیں (طبری جز ۴ صفحہ ۳۵۸) ہشام کذاب ہے۔

جب ان لوگوں نے مدینہ منورہ جانے کا ارادہ کیا تو یزید نے حضرت علی بن حسینؓ کو بلایا پھر اس نے ابن مرجانہ پر لعنت کی۔ اس نے کہا اگر معاملہ میرے ساتھ ہوتا تو جو کچھ حسینؓ مجھ سے طلب کرتے میں انہیں دے دیتا۔ میں بہرصورت ان کو ہلاک

حضرت علی بن حسینؓ کہتے ہیں: جب ہم حضرت حسینؓ کے قتل کے بعد یزید بن معاویہؓ کے ہاں سے مدینہ منورّہ پہنچے تو مجھ سے مسور بن مخرمہ نے ملاقات کی۔ انہوں نے کہا: آپ کو مجھ سے کوئی کام لینا ہو تو فرمایئے۔ میں نے کہا: نہیں (مجھے کوئی کام نہیں لینا)۔ (صحیح بخاری کتاب الخمس باب ماذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

---

ہونے سے بچالیتا خواہ اس کام میں میری اولاد میں سے کوئی ہلاک ہوجاتا لیکن اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ (اے علی) جس چیز کی تمہیں ضرورت ہو مجھے لکھنا۔ پھر یزید نے ان کو کپڑے دیئے اور ان کے قائد کو وصیت کی۔ راستے میں قائد اور اس کے ساتھی ان لوگوں کی نگرانی کرتے رہے۔ قائد نے ان لوگوں کی ہر قسم کی راحت کا خیال رکھا۔ جب یہ لوگ مدینہ منورہ پہنچ گئے تو فاطمہ بنت علی نے حضرت زینبؓ سے کہا: اس شخص نے ہمیں بہت آرام پہنچایا اور ہمارا بہت خیال رکھا اس کو انعام دینا چاہیئے۔ انہوں نے کنگن وغیرہ اتار کر اس کو بھیج دیئے۔ اس نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا میں نے جو کچھ کیا وہ اللہ کی خوشنودی کے لئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری کی وجہ سے کیا (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۵۳ و صفحہ ۳۵۴) ابو مخنف کذاب ہے۔

مدینہ میں سب سے پہلے جنہوں نے آہ و بکا کی وہ ام المؤمنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہؓ تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: جبریلؑ نے مجھے بتایا ہے کہ میری امت حسینؓ کو قتل کرے گی۔ انہوں نے مجھے یہ مٹی دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جب یہ مٹی تازہ خون بن جائے تو سمجھ لینا کہ حسینؓ قتل ہوگئے، جب وہ مٹی خون بن گئی تو وہ چلائیں اور کہا ہائے حسینؓ، ہائے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بیٹے۔ مدینہ میں ہر طرف سے عورتوں کے رونے کی آواز آئی یہاں تک کہ مدینہ گونج اٹھا۔ ایسا اس سے پہلے کبھی نہیں سنا گیا (تاریخ یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۲۴۵ و صفحہ ۲۴۶) نہ حوالہ ہے اور نہ سند ہے۔

حضرت حسینؓ کے قتل کے بعد ابن زیاد نے عمر بن سعد سے کہا: وہ خط مجھے دو جو میں نے حضرت حسینؓ کے قتل کے سلسلہ میں تم کو لکھا تھا۔ عمر بن سعد نے کہا: میں آپ کا حکم بجالانے میں مصروف رہا، خط ضائع ہوگیا۔ ابن زیاد نے کہا: نہیں وہ خط لاؤ۔ عمر بن سعد نے کہا وہ ضائع ہوگیا۔ ابن زیاد نے کہا: وہ خط مجھے دو۔ عمر بن سعد نے جواب دیا کہ وہ خط مدینہ میں قریش کی بڑی بوڑھی عورتوں کے سامنے معذرت کے طور پر پڑھا جائے گا۔ اللہ کی قسم میں نے حسینؓ کے سلسلہ میں خیر خواہی کے ایسے کلمے کہے کہ اگر میں اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے کہتا تو میں ان کا حق ادا کر دیتا۔ عبید اللہ کے بھائی عثمان نے کہا: تم نے سچ کہا اللہ کی قسم میں تو یہ چاہتا تھا کہ حسینؓ قتل نہ ہوتے خواہ اس سلسلہ میں بنو زیاد کے ہر آدمی کی ناک میں قیامت تک کے لئے نکیل ڈال دی جاتی۔ ابن زیاد کچھ نہیں بولا۔ (طبری جزء ۴ صفحہ ۳۵۷) ہشام کذاب ہے۔

# واقعۂ کربلاء کا صحیح حال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق اہلِ عراق نے حضرت حسینؓ کو شہید کر دیا اور ان کے سر کو عبید اللہ بن زیاد کے سامنے پیش کر دیا۔ عبید اللہ نے ایک چھڑی کے ذریعہ اُن (کے ہونٹوں) کو کریدا اور ان کے حسن کی تعریف کی۔ حضرت انسؓ نے جو اُس وقت وہاں موجود تھے کہنے لگے (حسین کیوں نہ ہوں) یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔

حضرت علی بن حسینؓ جب حضرت حسینؓ کے قتل کے بعد یزید کے ہاں سے لوٹ کر مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت مسورؓ ان سے ملے۔ حضرت مسورؓ نے کہا: میرے لائق کوئی کام ہو تو بتائیے۔ حضرت علی بن حسینؓ نے کہا: کوئی کام نہیں۔

# واقعۂ کربلاء کا تجزیہ

کسی صحیح روایت سے نہیں معلوم ہوتا کہ حضرت حسینؓ کربلاء کیوں گئے اور کیوں قتل کیے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی میں بھی اس کا کوئی تذکرہ نہیں البتہ پیشین گوئی سے اتنا ضرور ترشح ہوتا ہے کہ وہ مظلومانہ قتل کیے گئے۔ ان کی شہادت اہلِ عراق کی ایک سازش کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے۔ اس سازش میں عبید اللہ بن زیاد بھی شریک تھا یا اگر شریک نہیں تھا تو اہلِ عراق نے خروج کا الزام لگا کر انہیں قتل کر دیا اور پھر خراج تحسین وصول کرنے کے لئے عبید اللہ بن زیاد کے سامنے حضرت حسینؓ کے سر کو پیش کر دیا۔

کسی صحیح روایت سے نہیں معلوم ہوتا کہ حضرت حسینؓ کے قتل کے بعد حضرت علی بن حسینؓ یزید کے پاس کیسے پہنچے۔

# افسانۂ کربلاء کا مختصر حال

جب امیر معاویہؓ کا انتقال ہوگیا تو یزید نے مدینہ منورہ کے امیر ولید بن عقبہ کو لکھا کہ حضرت حسینؓ سے بیعت لے۔ اگر وہ انکار کریں تو ان کو قتل کر دے ولید نے حضرت حسینؓ کو بلایا اور بیعت کے لئے کہا: حضرت حسینؓ نے کہا: سب لوگوں کے ساتھ مجھ سے بھی بیعت لے لینا۔ ولید نے کہا اچھا۔ پھر ولید نے ایک رات کو دوبارہ انہیں بلوایا حضرت حسینؓ نے کہا: صبح تو ہو جانے دو۔ صبح ہونے سے پہلے وہ مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔

حضرت حسینؓ مکہ معظمہ میں مقیم ہوگئے جب اہل کوفہ کو معلوم ہوا کہ حضرت حسینؓ نے یزید کی بیعت نہیں کی تو اہل کوفہ نے انہیں خطوط بھیجے اور ان کو حالات سنبھالنے کے لئے بلایا۔ حضرت حسینؓ نے اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیلؓ کو حالات کا جائزہ لینے کے لئے روانہ کر دیا مسلم بن عقیلؓ جب کوفہ پہنچے تو بارہ ہزار کوفیوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اہل کوفہ نے حضرت حسینؓ کو لکھا کہ ایک لاکھ آدمی آپ کے ساتھ ہیں۔

حضرت حسینؓ جب کوفہ کے حالات سے مطمئن ہو گئے تو کوفہ کے لئے روانہ ہونے کا ارادہ کیا حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، عمر بن سعیدؓ، عبداللہ بن جعفرؓ وغیرہ نے انہیں کوفہ جانے سے منع کیا لیکن انہوں نے ان کا مشورہ ماننے سے انکار کر دیا۔

کوفہ کے گورنر عبیداللہ بن زیاد نے حُر کی امارت میں ایک ہزار آدمیوں کو حضرت حسینؓ کو کوفہ لانے کے لئے روانہ کیا۔ حُر نے حضرت حسینؓ کو روک لیا اور واپس جانے کا مشورہ دیا۔ اسی اثناء میں حضرت حسینؓ کو مسلم بن عقیلؓ کے قتل کی خبر ملی انہوں نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو مسلم بن عقیلؓ کے بھائیوں نے کہا ہم تو انتقام لیں گے۔ حضرت حسینؓ نے مجبوراً واپس جانے کا ارادہ منسوخ کر دیا۔ وہ آگے بڑھ گئے اور کربلا کے میدان میں اتر گئے۔

عبیداللہ ابن زیاد نے عمر بن سعد کی سرکردگی میں ایک لشکر روانہ کیا۔ حضرت حسینؓ نے یزید کے پاس جانے کے لئے شام کا رُخ کیا لیکن ابن زیاد کی فوج نے انہیں جانے نہیں دیا

حضرت حسینؓ نے عمر بن سعد کے سامنے تین شرطیں رکھیں: مجھے مدینہ واپس جانے دو، مجھے یزید کے پاس جانے دو، میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دوں گا یا مجھے سرحد پر بھیج دو تاکہ میں جہاد کروں عمر بن سعد نے یہ تینوں شرطیں عبیداللہ بن زیاد کو لکھ کر بھیج دیں۔ عبیداللہ بن زیاد بہت خوش ہوا لیکن شمر کے بہکانے سے اس نے ان شرطوں کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا: وہ میرے ہاتھ پر بیعت کریں پھر بات ہوگی۔ حضرت حسینؓ نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا۔

الغرض جنگ ہوئی یا بغیر جنگ کے ابن زیاد کی فوج نے حضرت حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کو شہید

کردیا۔ ابن سعد نے حضرت حسینؓ کا سر ابن زیاد کے پاس بھیج دیا اور خواتین کو بھی بے پردہ کوفہ روانہ کردیا۔ ابن زیاد نے حضرت حسینؓ کا سر یزید کو بھیج دیا اور تمام خواتین کو بھی سر کے ساتھ دمشق روانہ کردیا۔ یزید کو اس سانحہ سے بڑا صدمہ پہنچا۔ وہ رویا اور ابن زیاد کو برا بھلا کہنے لگا۔ یزید نے اس پورے قافلے کو بہت اعزاز اور بڑی حفاظت کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ کردیا

# افسانۂ کربلاء کا تجزیہ

(۱) یزید نے مدینہ کے گورنر کو لکھا کہ اگر حضرت حسینؓ بیعت کرلیں تو ٹھیک ہے ورنہ انہیں قتل کرکے ان کا سر بھیج دو پھر جب ان کا سر اس کے پاس پہنچا تو وہ رویا اور ابن زیاد کو برا بھلا کہا۔

جرح | یزید کی یہ دونوں باتیں ناقابلِ فہم ہیں۔

(۲) حضرت حسینؓ نے مدینہ کے گورنر سے کہا: سب لوگوں کے ساتھ مجھ سے بھی بیعت لے لینا۔ جب حضرت حسینؓ کو رات کے وقت بلایا گیا تو انہوں نے کہلا بھیجا: صبح تو سو جانے دو۔ صبح ہونے سے پہلے وہ رات ہی کو مکہ معظمہ روانہ ہوگئے۔

جرح | وعدہ خلافی اور دھوکا دہی حضرت حسینؓ نواسۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں کرسکتے۔ یہ واقعہ حضرت حسینؓ کے کردار پر ایک زبردست چوٹ ہے۔ یہ افسانوی حسین کا کردار ہے نہ کہ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

(۳) مسلم بن عقیلؓ کے قتل کی خبر ملتے ہی حضرت حسینؓ نے واپس جانے کا ارادہ کیا۔ مسلم بن عقیلؓ کے بھائیوں نے کہا: ہم انتقام لیں گے یا ختم ہوجائیں گے۔ حضرت حسینؓ نے کہا: تمہارے بعد زندگی کا لطف نہیں۔

جرح | اعلائے کلمۃ الحق کے لئے کھڑا ہونے والا اپنے موقف سے نہیں ہٹتا۔ یہ واقعہ حضرت حسینؓ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عزم پر ایک چوٹ ہے۔ مزید برآں اب اگر وہ جارہے ہیں تو اس لئے کہ مسلم بن عقیلؓ کے بھائیوں کے بعد زندگی کا لطف نہیں۔ اعلائے کلمۃ اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نہیں جارہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ کا یہ کردار نہیں ہوسکتا۔ یہ کوئی افسانوی حسین ہے نہ کہ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسینؓ بن علیؓ۔

(۴) حضرت حسینؓ نے کوفیوں سے کہا: تم لوگوں نے مجھے خطوط لکھکر بلایا۔ اگر ان خطوط کے مطابق اب تمہاری رائے نہیں ہے تو میں واپس چلا جاؤں گا۔

جرح | یہ بات نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زیب نہیں دیتی۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کھڑا ہونے والا واپس نہیں جایا کرتا۔ یہ کسی افسانوی حسین کا کردار تو ہوسکتا ہے نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسینؓ کا کردار

نہیں ہو سکتا۔

(۵) حضرت حسینؓ نے بیضہ کے مقام پر کہا: اے لوگو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص ایسے بادشاہ کو دیکھے جو ظالم ہو۔ اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال کرتا ہو...... پھر وہ اس کے خلاف کارروائی نہ کرے تو اللہ اس کو بھی اس بادشاہ کے مقام میں داخل کرے گا...... میں سب سے زیادہ اس بات کا حقدار ہوں کہ اس کے خلاف آواز اٹھاؤں۔ میں علیؓ اور فاطمہؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند ہوں۔

جرح | یہ کلمات بے شک نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو سکتے ہیں لہٰذا وہ اپنے موقف سے نہیں ہٹ سکتے لیکن اسی کے ساتھ وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں اہلِ کوفہ نے مجھے بلایا اب اگر ان کو میرا آنا ناپسند ہے تو میں واپس چلا جاؤں گا۔ انہوں نے مجھے دھوکا دیا۔ میں نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو حرؔ نے مجھے جانے نہیں دیا۔ لوگوں کو اللہ کا اور اسلام کا واسطہ دیا کہ مجھے معاف کر دو۔ یہ الفاظ حضرت حسینؓ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عزم وارادہ پر ایک چوٹ ہیں۔ یہ الفاظ حضرت حسینؓ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ یہ تو افسانوی حسین کے کلمات ہو سکتے ہیں اور وہی ظالم اور بے دین بادشاہ کے مقام میں ہو سکتا ہے۔

(۶) حضرت حسینؓ نے اہل کوفہ سے کہا: اگر تم لوٹ جاؤ تو میں بھی یہاں سے لوٹ جاؤں گا۔ حضرت حسینؓ نے یزید کے پاس جانے کے لئے شام کا رخ کیا لیکن ابن زیاد کی فوج نے انہیں جانے نہیں دیا۔

جرح | یہ حضرت حسینؓ کے کردار اور للّٰہی عزم پر ایک بھرپور چوٹ ہے۔ اللہ کا کلمہ بلند کرنے کا عزم لے کر اٹھنے والا ایسا نہیں کر سکتا۔ ایسا تو افسانوی حسین کر سکتا ہے۔

(۷) حضرت حسینؓ نے کہا: تین باتوں میں سے ایک بات اختیار کر لو (۱) مجھے جہاں سے آیا ہوں وہاں واپس جانے دو (۲) میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دوں، مجھے اس کے پاس جانے دو، وہ جو چاہے میرے معاملہ میں فیصلہ کرے (۳) مجھے سرحد پر بھیج دو تاکہ میں جہاد کروں۔

جرح | یہ بھی حضرت حسینؓ کے عزم پر ایک بھرپور وار ہے۔ وہ شخص جو اللہ کے لئے کھڑا ہوا ہو وہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہو جائے ناممکن ہے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ اتنا گر کر معافی طلب کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

(۸) عبیداللہ بن زیاد نے لکھا: ان کی بات کی کوئی قیمت نہیں جب تک وہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں نہ رکھ دیں۔ حضرت حسینؓ نے کہا: اللہ کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا۔

جرح | آخر اس میں کیا برائی تھی۔ عبیداللہ کے ہاتھ پر بیعت تو یزید ہی کی بیعت تھی اور عموماً لوگ صوبائی امیر کے ہاتھ ہی پر بیعت کیا کرتے ہیں۔

(۹) حضرت حسینؓ نے باعزت سمجھوتے کے لئے تین شرطیں پیش کیں۔

جرح | یہ شرطیں قطعاً باعزت نہیں۔ اپنے موقف سے ہٹ جانا باعزت سمجھوتہ نہیں کہا جاسکتا۔ اللہ کا کلمہ بلند کرنے کا عزم لے کر اٹھنے والا ایسا نہیں کرسکتا۔ یہ افسانوی حسین ہی کرسکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ عزم و ہمّت کا پیکر ایسا نہیں کرسکتا۔

(۱۰) حضرت حسینؓ نے عمر بن سعد اور شمر کو اللہ کا اور اسلام کا واسطہ دیا اور ان سے کہا: مجھے امیر المؤمنین کے پاس جانے دو۔ میں اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں گا۔ ان لوگوں نے کہا: نہیں۔

جرح | اللہ اور اسلام کا واسطہ دینا معافی کا طلب کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ ایسا نہیں کرسکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ اپنے موقف سے ہٹ نہیں سکتا۔ معافی طلب کرنا افسانوی حسین کا کام تو ہو سکتا ہے نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کام نہیں ہو سکتا۔

(۱۱) جنگ سے پہلے حضرت حسینؓ نے فرمایا: کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ نہیں ہوں، کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی کا بیٹا نہیں ہوں ..... غور کرو کیا میرا قتل تمہارے لئے جائز ہے ..... تم لوگوں نے مجھے بلایا تھا ..... اگر میرا آنا تمہیں ناگوار ہے تو مجھے کسی امن کی جگہ چلا جانے دو۔

جرح | یہ معافی مانگنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ حضرت حسینؓ ایسا نہیں کرسکتے۔ یہ کام تو افسانوی حسین ہی کرسکتا ہے۔

(۱۲) حضرت حسینؓ اٹھ نہ سکے تو خوب روئے اور کہا: اے نانا، اے محمد، اے میرے باپ، اے علی، اے بھائیؓ، اے حسن ..... میں مظلوم قتل ہو رہا ہوں۔

شمر نے حضرت حسینؓ کو ذبح کر دیا اور سر جسم سے علیحدہ کر دیا۔ حضرت حسینؓ چیختے رہے: وامحمداہ، واعلیاہ، واحسناہ، واجعفراہ، واحمزتاہ، واعقیلاہ، واعباساہ، واقتیلاہ، واناصراہ، واغربتاہ۔

جرح | مصیبت کے وقت غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے۔ یہ کام تو افسانوی حسین ہی کا ہو سکتا ہے۔ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس شرک سے بالکل پاک و صاف ہیں۔

(۱۳) بحر بن کعب نے حضرت حسینؓ کا پاجامہ اتار کر آپ کو برہنہ کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسیاں بے پردہ اونٹوں پر بٹھائی گئیں۔ ہر نیک و بد انہیں دیکھ رہا تھا۔

جرح | یہ واقعہ حضرت حسینؓ اور ان کی بہنوں کی تذلیل کے لئے گھڑا گیا ہے۔

(۱۴) ام کلثوم نے کہا: اے بھائیؓ، بچہ تین دن سے پیاسا ہے۔

جرح | یہ بات مندرجہ ذیل تین روایتوں کے خلاف ہے۔

(۱) حضرت حسینؓ نے عباس بن علی کو بلایا اور بیس سوار اور تیس پیادے ان کو دے کر پانی لانے کے لئے بھیجا۔ وہ گئے اور باوجود مزاحمت کے بیس مشکوں کو پانی سے بھر کر لانے میں کامیاب ہو گئے۔

(۲) حضرت حسینؓ نے ایک بڑا خیمہ نصب کیا اور ایک لگن میں مُشک کا محلول تیار کیا۔ پھر حضرت حسینؓ اس خیمہ میں گئے اور (زیرِ ناف بال مونڈنے کے لئے) نورہ لگایا جب وہ باہر نکلے تو اور لوگوں نے

نورہ لگایا۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے حضرت حسینؓ اور ان کے ساتھیوں نے غسل کیا۔
(۳) حضرت حسینؓ کو پیاس لگی۔ خیمہ کے اندر سے ایک خاتون نے پانی کا ایک پیالہ اُن کو دیا۔
ان روایات کی موجودگی میں اس دعوے میں کتنی صداقت ہے کہ حضرت حسینؓ اور ان کے ساتھی تین دن پیاسے رہے۔

(۱۵) حضرت زینبؓ برہنہ سر حضرت حسینؓ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں کاش آج (سے پہلے) مجھے موت آگئی ہوتی۔ انہوں نے اپنے چہرے کو پیٹا، گریبان کو پھاڑا، پھر وہ غش کھا کر گر پڑیں۔
جب علی اکبر قتل ہوئے تو حضرت زینبؓ بنت فاطمہؓ خیمہ کے باہر آئیں اور حضرت علی اکبر کی لاش پر گر پڑیں۔

حضرت حسینؓ بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے۔ اسی اثناء میں ان کی بہن زینبؓ باہر نکل آئیں۔ ان کے کان کے بندے نظر آئے۔ انہوں نے عمر بن سعد سے کہا: اے ابن سعد حضرت حسینؓ قتل ہو رہے ہیں اور تو دیکھ رہا ہے۔ ابن سعد کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے پھر اس نے حضرت زینبؓ کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

حضرت ام کلثوم اور حضرت سکینہ نے اپنا دوپٹہ پھاڑ ڈالا اور اس طرح کہتی رہیں: وا ابتاہ، واحسیناہ۔ باقی عورتوں نے بھی اپنے گریبان پھاڑ ڈالے اور اپنے رخساروں پر طمانچے مارے۔
حضرت زینب کہہ رہی تھیں یا محمداہ، یا محمداہ، آپ کی بیٹیاں قیدی بنائی گئیں، آپ کی اولاد قتل ہو گئی۔
قرہ بن قیس کہتا ہے: میں نے ان عورتوں کو دیکھا وہ بہت حسین تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسیوں نے یزید کے محل کے نیچے بیٹھ کر نوحہ خوانی کی۔ عقیل کی صاحبزادی اپنی عورتوں کے ساتھ نکلیں۔ ان کا چہرہ کھلا ہوا تھا، وہ کہہ رہی تھیں تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دو گے۔
دمشق کی عورتوں نے حضرت حسینؓ پر ماتم کیا۔
واپسی کے سفر میں حضرت حسینؓ کی خواتین کربلاء میں اتریں۔ انہوں نے اپنے گریبان پھاڑ دیئے، بال بکھیرے اور چند دن اپنے رنج و غم کا اظہار کیا۔
جب یہ لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو پردہ نشین لڑکیاں باہر نکل آئیں۔ پندرہ دن تک مردوں اور عورتوں نے نوحہ کیا۔

مدینہ میں سب سے پہلے حضرت ام سلمہؓ زوج مطہرہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آہ و بکا کی۔ وہ چلائیں اور کہا: ہائے حسینؓ، ہائے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بیٹے۔ مدینہ میں ہر طرف سے عورتوں کے رونے کی آواز آئی یہاں تک کہ مدینہ گونج اٹھا۔

جرح | دشمنانِ اسلام نے کس طرح اسلام کو بدنام کیا۔ نوحہ و ماتم، چیخ و پکار، گریبان پھاڑنا، منہ پر طمانچے مارنا اسلام میں حرام ہے لیکن یہ سب کچھ ہوا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسیوں نے

بھی کیا۔ بے پردہ باہر نکلیں اور شرم وحیاء کو بالائے طاق رکھ دیا۔ افسوس ہے اسلام پر کسی کا عمل نہیں رہا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواتین نے بھی اسلام کو بالائے طاق رکھ دیا۔ یہ تمام کی تمام لغو کہانی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسیاں وغیرہ ایسا نہیں کرسکتیں۔ ہاں یہ کام افسانوی حسین کی افسانوی بہنوں وغیرہ نے کیا ہوگا۔

(۱۶) حسینؓ اور ان کے مٹھی بھر ساتھیوں نے اپنے سے بدرجہا بہتر اور طاقتور فوج پر حملہ کر دیا۔ فوج نے ان کا محاصرہ کرلیا اور انہیں قتل کر دیا۔

زحر کہتا ہے حضرت حسینؓ اہلِ بیت کے ۱۸ اشخاص اور ساٹھ شیعوں کے ساتھ کوفہ آئے۔ ہم نے سورج نکلتے ہی ان پر حملہ کر دیا اور ان کا محاصرہ کرلیا۔ جب ہماری تلواریں ان کے سروں تک پہنچیں تو وہ بھاگنے لگے اور ٹیلوں اور غاروں میں ہم سے اس طرح جان بچاتے پھرے جس طرح کبوتر باز سے چھپتے پھرتے ہیں۔ ہم نے بہت جلد ان سب کو قتل کر دیا۔

تیسری روایت یہ ہے کہ دونوں طرف سے باقاعدہ جنگ ہوئی اور دونوں طرف کے کئی آدمی مارے گئے۔

جرح | معلوم نہیں ان تین روایتوں میں سے کونسی روایت صحیح ہے۔

(۱۷) پھر قاسم بن حسن مقابلہ کے لئے نکلے۔ عمرو بن سعد نے حملہ کیا اور ان کے سر پر تلوار ماری۔ حضرت قاسم گر پڑے اور چچا چچا کہہ کر حضرت حسینؓ کو بلانے لگے۔

جرح | ایسے چھوٹے بچوں کو لڑانا افسانوی حسین ہی کا کام ہو سکتا ہے۔

جماعت المسلمین

مرکزی مسجد المسلمین، کھوکراپار (گیلان آباد) ۲/۲ نمبر
کراچی، پاکستان۔ فون ۴۰۷۵۲۴